نظامِ خلافت
برکات اور ہماری ذمہ داریاں
عطاء المجیب راشد

نظامِ خلافت

برکات

اور

ہماری ذمہ داریاں

محترم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد
امام مسجد فضل۔لندن

نام کتاب: نظامِ خلافت (برکات اور ہماری ذمہ داریاں)
مصنف: محترم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد
مبلغ انچارج برطانیہ و امام مسجد فضل لندن
تاریخ اشاعت: جولائی ۲۰۰۶ء
ناشر: جماعت احمدیہ۔ برطانیہ
مطبع: رقیم پریس۔ اسلام آباد (ٹلفورڈ) برطانیہ

Institution of Khilafat

(its blessings & our responsibities)

Revised and enlarged text of two speeches deliverd by

Maulana Ataul Mujeeb Rashed, Missionary in Charge UK

and Imam of the London Mosque, in 1992 and 2005.

Published by: Ahmadiyya Muslim Jama'at, UK

Printed at: Raqeem Press, Islamabad, Tilford, Surrey, UK

ISBN:

پیش لفظ

نظامِ خلافت کی اہمیت وافادیت کے بارہ میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ:

''واضح ہو کہ اب اللہ کی رسّی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود ہی ہے، آپؑ کی تعلیم پر عمل کرنا ہے۔ اور پھر خلافت سے چمٹے رہنا بھی تمہیں مضبوط کرتا چلا جائے گا۔ خلافت تمہاری اکائی ہو گی اور خلافت تمہاری مضبوطی ہو گی۔ خلافت تمہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آنحضرت ﷺ کے واسطے سے اللہ تعالیٰ سے جوڑنے والی ہوگی۔ پس اس رسّی کو بھی مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ ورنہ جو نہیں پکڑے گا وہ بکھر جائے گا۔ نہ صرف خود برباد ہو گا بلکہ اپنی نسلوں کی بربادی کے سامان بھی کر رہا ہو گا۔''

پھر اسی تسلسل میں مزید فرمایا:

''آج ہر احمدی کو حبل اللہ کا صحیح ادراک اور فہم حاصل کرنے کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ صحابہ کی طرح قربانیوں کے معیار قائم کرنا حبل اللہ کو پکڑنا ہے۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنا حبل اللہ کو پکڑنا ہے۔ قرآن کریم کے تمام حکموں پر عمل کرنا حبل اللہ کو پکڑنا ہے۔ اگر ہر فردِ جماعت اس گہرائی میں جا کر حبل اللہ کے مضمون کو سمجھنے لگے تو وہ حقیقت میں اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے پر چلتے ہوئے ایک جنت نظیر معاشرہ کی بنیاد ڈال رہا ہو گا۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26 اگست 2005 بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 16 ستمبر 2005 صفحہ 7-6)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ان ارشادات کی روشنی میں ہر احمدی کے لئے ازبس لازم ہے کہ وہ خلافت کی عظمت کو پہچانتے ہوئے اس بابرکت نظام کے ساتھ اپنے تعلق، عقیدت اور فدائیت کو مضبوط تر کرتا چلا جائے۔

۲۰۰۸ء میں انشاء اللہ تعالیٰ اس بابرکت نظامِ خلافت کو جاری ہوئے سو سال پورے ہو جائیں گے۔خلافت جوبلی کی آمد کی مناسبت سے جماعت احمدیہ برطانیہ یہ پروگرام بنا رہی ہے کہ مختلف کتب ورسائل کے ذریعہ نظامِ خلافت کی اہمیت، افادیت اور برکات کو احبابِ جماعت کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ یہ موضوعات ذہنوں میں اچھی طرح مستحضر رہیں اور احباب اپنی اپنی ذمہ داریاں کو احسن رنگ میں ادا کرسکیں۔اس مقصد کے پیشِ نظر،اس مبارک کوشش کی ابتداء کے طور پر ہم دو تقاریر کا ایک مجموعہ احبابِ جماعت کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں جو مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد مبلغ انچارج برطانیہ و امام مسجد فضل لندن نے خلافت سے متعلق موضوعات پر جماعتی جلسوں میں فرمائیں۔

پہلی تقریر ''اسلام کی ترقی خلافت سے وابستہ ہے'' کے موضوع پر ہے جو جماعت احمدیہ جرمنی کے جلسہ سالانہ 1992 میں کی گئی اور دوسری تقریر ''نظامِ خلافت اور ہماری ذمہ داریاں'' کے موضوع پر ہے جو جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ 2005 میں کی گئی۔تقاریر کے وہ حصے جو وقت کی کمی کی وجہ سے پیش نہ ہو سکے، ان کو شامل کرتے ہوئے اور فاضل مقرر کی نظرِ ثانی کے بعد یہ مجموعہ احباب کی خدمت میں پیش ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کی اشاعت بابرکت بنائے اور اسے قبول فرمائے۔نیز قارئینِ کرام کو اس سے بھرپور استفادہ کی توفیق دے تا ہم سب نظامِ خلافت کے حوالہ سے اپنی جملہ ذمہ داریاں احسن رنگ میں ادا کرنے کی توفیق پا سکیں۔آمین

(ناشر)

فہرست مضامین

اسلام کی ترقی خلافت سے وابستہ ہے

نظامِ خلافت اور ہماری ذمہ داریاں

اسلام کی ترقی
خلافت سے وابستہ ہے

تقریر

برموقع جلسہ سالانہ۔ جرمنی ۱۹۹۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡامِنۡکُمۡ وَ عَمِلُواا لصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِھِمۡ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمۡ دِیۡنَھُمُ الَّذِی ارۡ تَضٰی لَھُمۡ وَلَیُبَدِّ لَنَّھُمۡ مِّنۡ بَعۡدِ خَوۡ فِھِمۡ اَمۡنًا ط یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئاً ط وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُو لٰئِکَ ھُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ O (النور: ٥٦)

(ترجمہ) ’’تم میں سے جولوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔‘‘

سامعین کرام! آج سے چودہ سو سال قبل چشم فلک نے ایک ایسا محیر العقول نظارہ دیکھا جس کی مثال تاریخ عالم میں نظر نہیں آتی۔ مطلع عالَم پر آفتاب رسالت کا طلوع ہونا تھا کہ گھٹا ٹوپ اندھیرے میں غرق دنیا یکدفعہ بُقعۂ نور بن گئی۔ باعث تخلیق کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بابرکت ظہور سے گمراہی کے خلاؤں میں بھٹکنے والی انسانیت نے فلاح کی راہ پالی۔ دینِ اسلام کی صورت میں فیضان الٰہی کا ایسا چشمہ رواں ہوا کہ صدیوں کی پیاسی دھرتی سیراب ہوگئی اور بنجر زمینیں روحانیت کی سدا بہار کھیتیوں سے لہلہانے لگیں۔ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعاؤں نے سارے عالم عرب میں ایک عظیم الشان روحانی انقلاب برپا کر دیا۔ صدیوں کے مردے روحانی طور پر زندہ ہوگئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے۔ آنکھوں کے اندھے بینا ہوگئے اور گونگوں کی زبانوں پر الٰہی معارف جاری ہوگئے۔ دنیا میں یکدفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔

انسانِ کامل کی صورت میں خدا تعالیٰ کے مظہر اتم کا یہ حسین جلوہ اپنی معراج پر تھا کہ ہمارے محبوب آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے وصال کا وقت آن پہنچا۔ آپؐ کی رحلت پر وفا کیش صحابہ پر کیا گزری، ان کی حالت غم کا اندازہ کرنا کچھ آسان بات نہیں۔ لوگوں کی زبان پر بے اختیار یہ مضمون جاری ہوا کہ مدینہ نبی کریم ﷺ کے قدوم میمنت لزوم سے ماہتاب کی طرح روشن ہو گیا تھا اور آج حضور اکرم ﷺ کی وفات پر اس سے زیادہ تاریک مقام بھی ہماری آنکھوں نے نہیں دیکھا۔

شاعر اسلام حضرت حسان بن ثابتؓ ایک عرصہ سے بصارت سے محروم تھے لیکن اس روز پہلی بار انہیں پتہ چلا کہ واقعی ان کی آنکھوں کا نور جاتا رہا۔کتنا درد اور غم پنہاں ہے ان کے ان اشعار میں جوان کی زبان پر جاری ہوئے:

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِیْ
فَعَمِیَ عَلَیْکَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَکَ فَلْیَمُتْ
فَعَلَیْکَ کُنْتُ اُحَاذِرُ

کہ اے محمد ﷺ تُو تو میری آنکھ کی پتلی تھا۔آج تیرے مرنے سے میری آنکھیں اندھی ہوگئی ہیں۔اب تیرے بعد مجھے کیا پرواہ، جو چاہے مرے۔ مجھے تو تیری ہی موت کا ڈر تھا۔

یہ کربناک کیفیت صرف ایک حسانؓ کے دل کی نہ تھی بلکہ سارے صحابہ ہی غم کے مارے دیوانہ ہورہے تھے۔ایک تو یہ غم تھا کہ وہ ماں سے بڑھ کر شفقت کرنے والے پیارے وجود سے محروم ہو گئے ہیں اور دوسرے یہ غم ان کی جانوں کو ہلکان کئے جارہا تھا کہ ہمارے اس محبوب کی مقدس امانت کا اب کون محافظ ہوگا؟نخل اسلام کا کیا بنے گا؟ کون اس کی آبیاری اور حفاظت کرے گا؟ابھی تو تخم ریزی کا کام ہی ہوا ہے کون اس کو اپنے خون جگر سے سینچے گا اور کون اس مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے گا؟ یہ فکر ان کی روحوں کو گداز کر رہا تھا کہ اب اسلام کا دفاع ،اس کی اشاعت اور اس کی ترقی کیونکر

ہوگی؟ اسلام کی عالمگیر فتح ونصرت اورترقی وغلبہ کے خدائی وعدے کیونکر پورے ہونگے ؟

خلافت راشدہ

تاریخ اسلام کے اس سنگین ترین موڑ پر صحابہ کرام کی حالت یہ تھی کہ وہ ان فکروں کی تاب نہ لاکر جیتے جی موت کی وادی میں اترنے والے تھے کہ صادق الوعد خدا نے اپنے محبوبؐ کی امت کی دستگیری فرمائی اوراس کے دست رحمت نے خلافت کے ذریعہ ان کے شکستہ دلوں کو تھام لیا۔خدائے قادر کا یہ سکینت بخش ہاتھ خلافت کی شکل میں آگے بڑھا اورلرزاں وترساں دلوں کوسکون و اطمینان سے بھر دیا۔ پژمردہ دلوں میں جان پیدا ہوگئی کہ خدائے حی وقیوم نے ایک یتیم اور جاں بلب امت کے سر پر خلافت کا تاج رکھ کرانہیں ایک راہنما عطا کر دیا جوان کے محبوب آقا کا قائمقام اوراس نسبت سے ان کامحبوب آقا قرار پایا۔صحابہ کے چہرے خوشی سے تمتمانے لگے۔جسم کوایک سَر مل گیا،کارواں کوایک سالار مل گیا جس کے سر پر خدائی نصرت کا سہرا جگمگا رہا تھا۔ یہ ظہور تھا قدرت ثانیہ کا۔ یہ انعام تھا خلافت راشدہ کا اور یہ تکمیل تھی اس خدائی وعدہ کی جواسلام کی سربلندی اورغلبہ کے لئے خدا تعالیٰ نے مومنوں سے سورۃ النور کی آیتِ استخلاف میں فرما رکھا تھا۔اس خدائی وعدہ اوراس کے پرشوکت ظہور کی تفصیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنئے۔آپؑ فرماتے ہیں:

’’یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو

زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر نا تمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا

اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں وران کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا **وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا**۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔“

(رسالہ الوصیت صفحہ: ۷ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۴،۳۰۵)

اللہ تعالیٰ کی یہ زبردست قدرت ثانیہ خلافت کا وہ بابرکت روحانی نظام ہے جس پر نبوت کے بعد اسلام کی ترقی کا انحصار اور اس کے غلبہ کا دارومدار ہے۔ یہی بابرکت نظام، نبوت کا قائمقام اور ہر نوع کی ترقیات کی حتمی ضمانت ہے۔ یہی وہ موعود آسمانی

نظامِ ہدایت ہے جس کا آیت استخلاف میں مومنوں سے وعدہ فرمایا گیا ہے۔

نظام خلافت کی حکمت

نظام خلافت کے بارہ میں قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے بہت عمدہ وضاحت فرمائی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں:

"قرآن شریف کی تعلیم اور سلسلہ رسالت کی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ دنیا میں کسی رسول اور نبی کو بھیجتا ہے تو اس سے اس کی غرض یہ نہیں ہوتی کہ ایک آدمی دنیا میں آئے اور ایک آواز دے کر واپس چلا جاوے۔ بلکہ ہر نبی اور رسول کے وقت خدا تعالیٰ کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ دنیا میں ایک تغیر اور انقلاب پیدا کرے جس کے لئے ظاہری اسباب کے ماتحت ایک لمبے نظام اور مسلسل جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے اور چونکہ ایک انسان کی عمر بہرحال محدود ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ نبی کے ہاتھ سے صرف تخم ریزی کا کام لیتا ہے اور اس تخم ریزی کو انجام تک پہنچانے کے لئے نبی کی وفات کے بعد اس کی جماعت میں سے قابل اور اہل لوگوں میں یکے بعد دیگرے اس کے جانشین بنا کر اس کے کام کی تکمیل فرماتا ہے۔ یہ جانشین اسلامی اصطلاح میں خلیفہ

کہلاتے ہیں۔‘‘

(رسالہ خالد ربوہ مئی ۱۹۶۰، صفحہ ۳۰)

نظام خلافت کی عظمت اس کی حکمت اور برکت کے بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب شہادت القرآن میں فرماتے ہیں:

’’خلیفہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف واولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تاقیامت قائم رکھے۔سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔‘‘

(شہادت القرآن صفحہ ۵۷ روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۵۳)

برکاتِ خلافت

قرآن مجید کی آیت استخلاف پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نظام خلافت جو مومنوں کو بطور انعام عطا کیا جاتا ہے ایک نہایت ہی بابرکت اور عظیم الشان نظامِ قیادت ہے۔ایمان اور عمل صالحہ کے زیور سے آراستہ جماعت مومنین میں یہ نظام خود خدا تعالیٰ کے ہاتھوں قائم کیا جاتا ہے۔خلافت نبوت کا تتمہ ہے اور اسی نور کا ظلِّ کامل ہے۔اس

لحاظ سے برکات رسالت اور انوار نبوت کا پورا پورا عکس اس ماہتابِ نبوت میں نظر آتا ہے۔ یہ وہ نظام ہے جو امت مسلمہ کے ہر خوف کو امن میں تبدیل کرتا ہے۔ دنیا میں خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کو اس شان سے قائم کرتا ہے کہ مشرکانہ زندگی پر موت وارد ہو جاتی ہے۔ یہ خلافت ہی ہے جو جماعت مومنین کے ایمان اور عمل صالحہ کی سند ہے جو ساری امت کو وحدت اور الفت کی لڑی میں پرو کر بنیان مرصوص بنا دیتی ہے۔

خلافت کی برکات میں سے سب سے عظیم الشان نعمت جس کا آیت استخلاف میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب سے پہلے ذکر فرمایا ہے وہ استحکام اسلام اور تمکنت دین ہے۔آیت کے الفاظ یہ ہیں:

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ

کہ خدائے قادر و یگانہ اس بات کا وعدہ اور حتمی اعلان کرتا ہے کہ نظام خلافت کے ذریعہ دینِ اسلام کو تمکنت اور مضبوطی عطا کی جائے گی اور ساری دنیا میں غلبۂ اسلام کی آسمانی تقدیر خلافت کے ذریعہ پوری شان وشوکت اور جلال کے ساتھ جلوہ گر ہوگی۔اس تحدی اور واشگاف اعلان میں یہ وعید بھی شامل ہے کہ خلافت کے بابرکت نظام سے الگ ہو کر کسی برکت، کسی ترقی اور کسی کامیابی کا تصور بھی ممکن نہیں۔ جو خلافت کے بابرکت حصار کے اندر ہوں گے کامیابی و کامرانی ان کے قدم چومے گی اور جو اس نعمت سے منہ موڑیں گے وہ ہمیشہ ناکامی و نامرادی کے خلاؤں میں بھٹکتے رہیں گے۔

اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جب تک مسلمانوں میں صحیح

اسلامی خلافت کا نظام یعنی خلافت راشدہ قائم رہی اسلام کو ترقی اور غلبہ نصیب ہوا۔ اور جب مسلمان اپنی بدعملیوں کی پاداش میں اس خدائی انعام سے محروم ہوئے تو اس کے ساتھ ہی ان کی کامیابیوں اور کامرانیوں کا سورج بھی ڈھل گیا۔ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے وصال مبارک کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے **ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلىٰ مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ** کے مطابق مسلمانوں کو خلافت سے نوازا تو خلافت راشدہ کے اس بابرکت دور میں جو اگرچہ صرف تیس سال پر محیط تھا اسلام کی شان وشوکت نہ صرف جزیرۂ عرب میں بلکہ دنیا کے طول وعرض میں قائم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت مومنین کو جو وعدہ عطا فرمایا تھا کہ

اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ

(آل عمران: آیت 140)

اس وعدہ کے مطابق مسلمانوں کو ہر میدان میں اور ہر جہت میں کامیابی اور غلبہ نصیب ہوا۔ کہاں یہ حالت کہ وصال نبویؐ کے بعد فتنۂ ارتداد نے نوبت یہاں تک پہنچادی تھی کہ مدینہ کے علاوہ صرف ایک یا دو جگہ پر نماز باجماعت ادا کی جاتی تھی اور پھر یہ عالَم کہ تیس سال کے اندر اندر مشرق میں افغانستان اور چین کی سرحدوں تک، مغرب میں طرابلس اور شمالی افریقہ کے کناروں تک، شمال میں بحر قزوین تک اور جنوب میں حبشہ تک اسلامی پرچم لہرانے لگا۔ خلافت راشدہ میں اسلام کی اس ترقی اور غلبہ کو دیکھ کر آج بھی دنیا انگشت بدنداں ہے۔ اسلام کی ترقی وعروج کا یہ وہ زمانہ تھا کہ کسی بڑے سے

بڑے مخالف کو بھی اس کے مقابلہ کی تاب نہ تھی۔اسلام کی شان وشوکت اور مسلمانوں کے رعب و دبدبہ کا یہ عالم تھا کہ قیصر وکسریٰ کی عظیم الشان حکومتیں بھی ان کے نام سے لرزتی اور خم کھاتی تھیں۔حق یہ ہے کہ خلافت راشدہ کے اس سنہری دور میں اسلام کو وہ عظمت اور سر بلندی حاصل ہوئی کہ آج بھی جب کوئی انصاف پسند مؤرخ مڑ کر اس دور پر نظر کرتا ہے تو حیرت کی تصویر بن جاتا ہے۔اسے سمجھ نہیں آتی کہ صحرائے عرب کے بادیہ نشین فاتح اقوام عالم کیسے بن گئے؟ وہ نہیں جانتا کہ یہ سب خلافت راشدہ کا ثمرہ تھا۔وہ خلافت راشدہ جس کے ساتھ اسلام کے غلبہ کی تقدیر وابستہ ہے!

خلافت راشدہ کے آغاز میں درپیش مسائل

خلافت راشدہ کے مبارک دور میں اسلام کی ترقی اور سر بلندی کا یہ مختصر تذکرہ مکمل نہیں ہوسکتا جب تک ان فتنوں اور مسائل کا کچھ ذکر نہ کیا جائے جو خلافت راشدہ میں اور خاص طور پر اس کے آغاز کے موقعہ پر یکے بعد دیگرے اٹھے اور عظمت خلافت کے سامنے سرنگوں ہوکر رہ گئے۔ارتداد کا فتنہ اٹھا، مانعین زکوٰۃ نے بغاوت کا علم سر بلند کیا، منافقین نے امت مسلمہ کی شیرازہ بندی کو ختم کرنا چاہا، جھوٹے مدعیان نبوت نے قصر اسلام میں نقب زنی کی کوشش کی۔یوں نظر آتا تھا کہ یہ منہ زور فتنے عظمت اسلام کو پامال کر کے رکھ دیں گے لیکن جس خدا نے اپنے وعدہ کے مطابق امت مسلمہ کو خلافت کا انعام عطا فرمایا تھا اور جس نے یہ وعدہ فرمایا تھا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى

لَھُمْ کہ میں اس خلافت کے ذریعہ اپنے اس پسندیدہ دینِ اسلام کو تمکنت، عظمت اور سربلندی عطا کروں گا۔اس سچے وعدوں والے خدا نے وقت کے خلیفہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو وہ عزم، حوصلہ اور اقدام کی وہ آہنی قوت عطا فرمائی کہ دیکھتے ہی دیکھتے سب فتنے زیر نگیں ہو گئے اور خرمن اسلام ان بگولوں کی زد سے پوری طرح محفوظ و مامون رہا۔

صرف ایک واقعہ کا معین ذکر کرتا ہوں۔رسول مقبول ﷺ نے اپنے وصال سے قبل حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مسلمانوں کا ایک لشکر جرار شام کی طرف بھیجنے کا ارشاد فرمایا۔لشکر ابھی روانہ بھی نہ ہوا تھا کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔ حالات میں یکدفعہ تغیر پیدا ہو گیا۔بدلے ہوئے حالات میں بظاہر لشکر کو روک لینا ہر لحاظ سے قرین مصلحت نظر آتا تھا۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جن کی سیاست دانی اور جرأت کا لوہا ایک دنیا مانتی ہے دربار خلافت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں کہ اے خلیفۃ الرسول! حالات کا تقاضا ہے کہ اس لشکر کو روک لیا جائے۔خلافت حقہ کی برکت اور عظمت کا اندازہ لگائیے کہ وہ جسے رقیق القلب سمجھ کر کمزور خیال کیا جاتا تھا، ہاں وہی ابوبکرؓ جسے اب خدا تعالیٰ نے خلافت کا منصب عطا فرما دیا تھا آپؓ کا جواب یہ تھا کہ اس لشکر کو روکنے کا کیا سوال، خدا کی قسم! اگر پرندے میرے گوشت کو نوچ نوچ کر کھانا شروع کر دیں تو تب بھی میں اپنی خلافت کا آغاز کسی ایسی بات کو روکنے سے نہیں کروں گا جس کا حکم رسول اللہ ﷺ اپنی زندگی میں دے چکے ہیں۔جو بات خدا کا رسول کہہ چکا ہے وہ آخری

اور اٹل ہے۔ یہ لشکر جائے گا اور ضرور جائے گا اور کوئی صورت نہیں کہ اس لشکر کو روکا جائے۔

صحابہ نے پھر باادب عرض کیا کہ کم از کم لشکر کی روانگی میں کچھ تاخیر کردی جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ بھی ناممکن ہے، مجھے اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اگر ازواج مطہراتؓ کی نعشوں کو کتے مدینہ کی گلیوں میں گھسیٹتے پھریں تب بھی میں اس لشکر کو ہرگز ہرگز نہیں روکوں گا جس کو رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے ہاتھوں سے تیار فرمایا تھا۔ یہ لشکر ضرور روانہ ہوگا اور فوری طور پر روانہ ہوگا۔

صحابہ نے ایک بار پھر کوشش کی اور پورے ادب سے مشورہ عرض کیا کہ اور کچھ ممکن نہیں تو کم از کم نوعمر اور ناتجربہ کار اسامہ کی جگہ کسی اور تجربہ کار شخص کو امیرِ لشکر مقرر فرما دیا جائے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے پھر فرمایا کہ ہرگز ممکن نہیں۔ جس کو خدا کے رسولؐ نے مقرر فرما دیا ابن ابی قحافہ کی کیا مجال کہ وہ اسے تبدیل کر سکے۔ یہ لشکر اسامہؓ ہی کی قیادت میں جائے گا اور ضرور جائے گا۔

چنانچہ دنیا نے دیکھا کہ باوجود انتہائی نامساعد حالات کے خلیفۃ الرسول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس بات کو لفظاً لفظاً پورا کیا جو رسول اللہ ﷺ کے مبارک ہونٹوں سے نکلی تھی۔ کتنا ایمان افروز نظارہ تھا جب حضرت ابوبکرؓ خود اس لشکر کو رخصت کرنے کے لئے مدینہ سے باہر نکلے، اسامہ کو سوار کرایا اور خود ساتھ پیدل چلنے لگے۔ اسامہ بار بار عرض کرتے کہ اے خدا کے رسول کے خلیفہ! یا تو آپ بھی سوار ہوں یا

مجھے اترنے کی اجازت دیں ۔فرمایانہیں ،نہ یہ ہوگا نہ وہ ہوگا۔نہ میں سوار ہوں گا نہ تم پیدل چلو گے۔پس اس شان سے حضرت اسامہؓ کا لشکر مدینہ سے روانہ ہوااور بعد کے حالات نے ثابت کردیا کہ خلیفۂ وقت کا یہ فیصلہ بہت ہی مبارک اوراسلام کی سر بلندی کا موجب ہوا۔اس جرأت مندانہ اقدام سے دشمن اتنے مرعوب ہوئے کہ مدینہ پرحملہ کی جرأت نہ کرسکے اور یہ لشکر فتح ونصرت کے ساتھ بانَیلِ مرام مدینہ واپس آیا۔خلافت راشدہ کے آغاز ہی میں اس پرشوکت واقعہ نےعظمت خلافت کوقائم کردیا اور ہر شخص پر واضح ہوگیا کہ اسلام کی تمکنت اوردین حق کا غلبہ واستحکام خلافت سے وابستہ ہے۔

خلافت راشدہ کے اس پرشوکت دور کے بعدمسلمانوں کی ناشکری کے سبب خلافت کاانعام اپنی پہلی شکل میں قائم نہ رہا۔خلافت کی جگہ ملوکیت اور بادشاہت نے راہ پالی اوراس کے ساتھ ہی ان تمام برکات کی بھی صف لپیٹ دی گئی جوخلافت سے وابستہ ہوتی ہیں ۔اکناف عالم میں اسلام کو جوترقی اورغلبہ خلافت کے ذریعہ نصیب ہوا تھااس دَورِ استبداد وملوکیت میں اس کا سایہ کھچنے لگا۔مسلمانوں کی عظمت نے ان کو خیر باد کہا۔ان کی شان وشوکت ان سے منہ موڑ کر رخصت ہوگئی۔مسلمانوں کی صفوں میں تفرقہ اوراختلاف اس حدتک بڑھ گیا کہ اتحاد و یگانگت کو یکسر بھلا کر باہم برسرِ پیکار ہوگئے اورنتیجہ یہ ہوا کہ وہ قوم جس نے نبوت کے آفتاب اورخلافت کے ماہتاب سے منور ہوکرترقی وعروج کی چوٹیوں کو پامال کیا تھا اب تنزل وانحطاط کے قعرمذلت میں جاپڑی ۔اس دورکا ایک ایک دن اورایک ایک رات اس بات کی گواہی دے رہی تھی کہ

امت مسلمہ نے جو پایا تھا وہ خلافت کے طفیل پایا تھا، اس خلافت کو چھوڑا ہے تو اب ان کی جھولی خالی ہو کر رہ گئی ہے۔

حضرات! خلافت راشدہ سے محرومی کے بعد مسلمانوں کی کسمپرسی کی یہ طویل رات کم وبیش ایک ہزار سال تک جاری رہی۔ صادق ومصدوق ﷺ کی پیش خبری کے عین مطابق فیج اعوج کے اس زمانہ میں اسلام کی حالت ناگفتہ بہ ہوگئی۔ ایمان ثریا پر جا پہنچا اور کیفیت یہ ہوگئی کہ

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت

بالآخر اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور سچے وعدوں والے خدا نے اپنے وعدے کے مطابق اس دور آخرین میں ایک آسمانی مصلح کے ذریعہ احیائے اسلام کی بنیاد رکھی۔ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی روحانی بعثت ثانیہ کے طور پر مبعوث فرمایا اور امام مہدی اور مسیح موعود کا بلند منصب عطا فرمایا۔ آپؑ کی آمد کا مقصد یُحیِ الدِّیْنَ وَیُقِیْمُ الشَّرِیْعَۃَ کے الفاظ میں بیان ہوا ہے۔ احیائے اسلام، قیام شریعت اور تکمیل اشاعت اسلام کو اس حد تک آگے بڑھانا کہ بالآخر عالمگیر غلبۂ اسلام پر منتج ہو۔ بلا استثناء سب مفسرین قرآن اس بات پر

متفق ہیں کہ آیت کریمہ **هُوَ الَّذِىْ اَرْسَلَ رَسُوْلَه' بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَه' عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ**(التوبہ:۳۳) میں جس غلبۂ اسلام برادیان باطلہ کی پیشگوئی کی گئی ہے یہ غلبہ اپنے پورے جلال اور پوری شان وشوکت کے ساتھ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے وقت میں ظہور پذیر ہوگا۔

حضرت سید محمد اسماعیل شہید علیہ الرحمۃ اپنی کتاب ''منصب امامت'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''ظہور دین کی ابتداء پیغمبر ﷺ کے زمانہ میں ہوئی اور اس کی تکمیل حضرت مہدی علیہ السلام کے ہاتھ سے ہوگی۔''

(منصبِ امامت صفحہ:۷۶)

خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے:

''خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔''

(الوصیت صفحہ ۸،۹ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۶،۳۰۷)

ہم گواہ ہیں اس بات کے کہ اسلام کے اس عالمگیر غلبہ کی بنیاد سیدنا حضرت مسیح

موعود علیہ السلام کے مقدس ہاتھوں سے رکھی گئی اور آپ نے اپنی حیات طیبہ کا ایک ایک لمحہ اس مقصد کی خاطر قربان کر دیا۔ خدا تعالیٰ کی ہزار ہزار رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں رسول مقبول ﷺ کے اس محبوب ترین روحانی فرزند پر جس نے خدمت دین اسلام کا حق ادا کر دیا۔ آپ کی دینی خدمات کے تفصیلی تذکرہ کا یہ موقعہ نہیں لیکن میں یہ کہنے سے رک نہیں سکتا کہ خدا تعالیٰ کے اس پہلوان **جَرِیُ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ** نے اسلام کی مدافعت اس کی سربلندی اور ترقی کے لئے ایسی عظیم الشان خدمات سرانجام دیں کہ اشد ترین مخالفین نے بھی اس کا برملا اعتراف کیا، آپؑ کو اسلام کا فتح نصیب جرنیل قرار دیا اور اقرار کیا کہ آپؑ نے اسلام کے عالمگیر غلبہ کے لئے نہایت مستحکم بنیادیں استوار کر دی ہیں۔

قدرت ثانیہ کے بارے میں آپؑ کے ارشادات

بالآخر آپؑ کی زندگی میں بھی وہ دن آیا جو ہر فانی انسان کی زندگی میں آیا کرتا ہے لیکن آپؑ نے اپنے وصال سے پہلے یہ بشارت دی کہ خدائے قادر وتوانا آپؑ کے ذریعہ سے جاری ہونے والے مشن کو ہرگز ناتمام نہیں چھوڑے گا اور غلبہ اسلام کی آسمانی مہم خلافت کے زیر سایہ پھولتی پھلتی اور پروان چڑھتی رہے گی۔ آپؑ نے فرمایا:

> ”یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے خدا اس کو ہرگز ضائع نہیں کریگا۔ وہ راضی نہیں ہوگا جب تک کہ اس کو کمال تک

نہ پہنچا دے اور وہ اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کے گرد احاطہ بنائے گا اور تعجب انگیز ترقیات دے گا‘‘

(انجام آتھم صفحہ ۶۴ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۶۴)

اسلام کی عالمگیر اشاعت کو نقطۂ کمال تک پہنچانے کے لئے اپنے بعد جاری ہونے والے نظام خلافت کو قدرت ثانیہ سے تعبیر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

’’اَے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت آ نہیں سکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں

ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔‘‘

(الوصیت صفحہ ۷،۸ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۵،۳۰۶)

ظہور قدرت ثانیہ

۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کا دن وہ تاریخی دن ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے مسیح محمدی کے ہاتھوں قائم ہونے والی جماعت احمدیہ کو خلافت کے انعام سے نوازا اور انہیں وہ وسیلۂ فتح وظفر عطا فرمایا جس کے ساتھ اسلام کی ترقی اور غلبہ وابستہ ہے۔آج اس انعام الٰہی پر

۸۴ برس کا عرصہ پورا ہونے کو ہے۔

(اس مضمون کی اشاعت کے وقت 2006ء میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے 98 سال مکمل ہو چکے ہیں۔الحمد للّٰہ)

خدا گواہ ہے اور ہم اس کے حضور سجدات شکر بجالاتے ہوئے اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ اس عرصہ کا ایک ایک دن اس بات پر گواہ ہے کہ خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو وہ عظمت، وہ تمکنت اور وہ عالمگیر ترقی عطا فرمائی ہے جو ایک جاری وساری زندہ وتابندہ معجزہ کا حکم رکھتی ہے۔

خلافت احمدیہ کے اثمار

سامعین کرام! خلافت احمدیہ کے ذریعہ غلبہ اسلام کی داستان دلنشین اور ایمان افروز ہونے کے ساتھ ساتھ اتنی پرشوکت اور پرعظمت ہے کہ اس کا بیان کرتے ہوئے میری زبان لڑکھڑاتی ہے اور الفاظ میرا ساتھ نہیں دیتے کہ کس طرح خلافت احمدیہ کے ذریعہ ہونے والی اسلام کی عالمگیر روز افزوں ترقی کو نوکِ زباں پر لاؤں۔حق یہ ہے کہ خدمت واشاعت اسلام کا جو بیج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس ہاتھوں سے بویا گیا آج خلافت احمدیہ کے زیرسایہ ایک تناور درخت بن چکا ہے۔پاکیزہ کلمہ کی مثال کی طرح اس درخت کی جڑیں اکناف عالم میں مضبوطی سے قائم ہو چکی ہیں اور اس کی شاخوں نے فضا کی وسعتوں کو بھر دیا ہے۔

تبلیغ اسلام

ہندوستان کی سرزمین سے باہر مشنوں کے قیام کا آغاز خلافت احمدیہ کے دور میں ہوا اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک سو بیس ملکوں میں جماعت احمدیہ با قاعدہ طور پر قائم ہو چکی ہے۔(اس مضمون کی اشاعت کے وقت ملکوں کی تعداد 184 ہو چکی ہے۔الحمد للّٰہ)

وہ قافلہ جو ۴۰ فدائیوں کے ساتھ روانہ ہوا تھا آج اس کی تعداد ایک کروڑ سے تجاوز کر چکی ہے اور ہر روز بڑھتی چلی جارہی ہے۔(اب یہ تعداد اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیس کروڑ سے زائد ہو چکی ہے اور روز بروز بڑھتی جارہی ہے۔ الحمد للّٰہ)

قادیان کی گمنام بستی سے اٹھنے والی آواز کی بازگشت آج اکناف عالم میں سنائی دے رہی ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس آواز کو اتنی عظمت اور پذیرائی عطا کی ہے کہ اقصائے عالم کے دانشور اس کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر اسے توجہ سے سنتے اور اس کی صداقت کا اعتراف کرتے ہیں۔حق یہ ہے کہ خلافت کے زیر سایہ تحریک احمدیہ نے ایسا عالمگیر تشخص حاصل کر لیا ہے کہ آج دنیا کا کوئی خطہ اس کی برکتوں سے محروم نہیں اور حقیقی معنوں کے اعتبار سے بلا خوف تردید کہنا چاہیئے کہ ہر آن اور ہر جگہ عالم احمدیت پر خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کا سورج ہمیشہ جلوہ گر رہتا ہے اور خدائی نصرتوں کے زیر سایہ عالمگیر غلبہ اسلام کی موعود صبح لمحہ لمحہ روشن تر ہوتی چلی جارہی ہے۔

تراجم قرآن کریم

ساری دنیا میں تبلیغی مراکز کا جال بچھانے کے ساتھ ساتھ خلافت احمدیہ کے

زیرِ سایہ اسلامی لٹریچر کی دنیا بھر کی زبانوں میں اشاعت ایک ایسا کارنامہ ہے جو اپنی مثال آپ ہے۔لٹریچر کے ضمن میں سب سے اہم قرآن مجید کے تراجم ہیں۔کیا یہ بات معجزہ سے کم ہے کہ گذشتہ چودہ سوسال میں ساری دنیا کے مسلمانوں نے جتنی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کئے تھے اس سے دگنی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم خلافت احمدیہ کے چندسالوں کے اندر اندر جماعت احمدیہ پیش کرنے کی سعادت پارہی ہے۔قران مجید کی منتخب آیات،احادیث اور اقتباسات مسیح موعود علیہ السلام دنیا کی ایک سو سے زائد زبانوں میں شائع ہورہے ہیں۔اسلامی لٹریچر غیر معمولی کثرت سے شائع اور تقسیم ہورہا ہے۔کتب کی نمائشوں کا وسیع سلسلہ اشاعتِ اسلام میں غیر معمولی کردار ادا کرر ہا ہے۔

تعمیرِ مساجد

اکناف عالم میں مساجد کی تعمیر میں جماعت احمدیہ کو ایک امتیازی مقام حاصل ہے۔ہزاروں کی تعداد میں مساجد تعمیر کرنے کا سہرا جماعت احمدیہ کے سر ہے۔اسلامی تعلیم کو عمل کے سانچہ میں ڈھالتے ہوئے مغربی اور مشرقی افریقہ میں تعلیمی اور طبی اداروں کا قیام اور انسانیت کی بے لوث خدمت ان علاقوں کے لوگوں کے دل اسلام کے لئے جیت رہی ہے۔لوٹ کھسوٹ کے اس دور میں غرباء، یتامیٰ اور بیوگان کی بے لوث خدمت کے طور پر انہیں بیوت الحمد عطا کرنے کی سعادت بھی جماعت احمدیہ کو حاصل ہے۔

ناموسِ اسلام کے لئے جماعت احمدیہ کی قربانیاں

اسلام کی حرمت و ناموس کی حفاظت اور دفاع میں جماعت احمدیہ نے ہمیشہ ہی صف اول میں مثالی کردار ادا کیا ہے۔ جہاں تک اسلام کی عظمت اور ترقی کی خاطر قربانیاں دینے اور دیتے چلے جانے کا تعلق ہے جماعت احمدیہ کی تاریخ ہر دور میں ایمان افروز واقعات سے پُرنظر آتی ہے۔اشاعت اسلام کی خاطر جان، مال، وقت اور عزت کے نذرانے اتارنے والی یہی ایک جماعت ہے جس نے اپنی قربانیوں سے قرون اولیٰ کے صحابہؓ کی یاد کو تازہ کر دیا ہے۔

زندگی سے کسے پیار نہیں ہوتا؟ لیکن یہی پیاری زندگی پیارے اسلام کی خاطر وقف کرنا، اپنے ہونے والے بچوں کو وقف نو میں پیش کرنا،تبلیغ اسلام کی خاطر غریب الوطن ہوجانا اور بالآخر راہ جہاد میں شہادت پا کر انہی سرزمینوں میں دفن ہوجانا،کلمہ طیبہ کی عظمت کی خاطر ماریں کھانا، بیڑیاں پہننا اور وفور محبت سے انہیں چومنا۔اسلام کی محبت کے جرم میں اسیران راہ مولا بننا اور زندگی کے سالہا سال تاریک کوٹھڑیوں میں گزار دینا۔دکھ اٹھانا اور مسکرانا۔دھمکیوں اور لالچوں کو مومنانہ استقامت سے ٹھکرانا اور وقت آنے پر اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے اپنے مقدس خون سے داستانِ وفا رقم کرنا۔یہ چند عناوین ہیں جن کے ایمان افروز واقعات سے تاریخِ احمدیت بھری پڑی ہے۔

الغرض شاہراہِ ترقیٔ اسلام کا کوئی موڑ ایسا نہیں جس پر جماعت احمدیہ پوری

شان کے ساتھ مصروف عمل نہ ہو۔اس شاہراہ کی کوئی بلند سے بلند منزل ایسی نہیں جس پر اسلام کو دل و جان سے زیادہ عزیز رکھنے والے احمدی جاں فروشوں کے قدموں کے نشانات نظر نہ آتے ہوں۔

حقیقی جماعت

حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو یہ منفرد اعزاز اور سعادت اس وجہ سے عطا فرمائی ہے کہ آج دنیا کے پردہ پر یہی ایک جماعت ہے جو اَلَا وَھِیَ الْجَمَاعَۃُ کی حقیقی مصداق اور ایک واجب الاطاعت امام کے زیر سایہ بنیان مرصوص کا منظر پیش کرتی ہے۔یہی ایک جماعت ہے جس کو خلافت کی نعمت میسر ہے جو ایک روحانی سربراہ کی آواز پر اٹھنا اور اس کے اشارہ پر بیٹھنا جانتی ہے۔ہاں ہاں یہ وہی جماعت ہے جس کا امام جماعت کے افراد سے ماں سے بڑھ کر پیار کرنے والا ہے اور دوسری طرف جماعت کے سب مرد وزن اپنے پیارے امام کے گرد پروانہ صفت طواف کرنے والے ہیں۔خلافت کی نعمت نے انہیں ایک ہاتھ پر جمع کر کے یہ اعجاز بخشا ہے کہ ایک کروڑ احمدی فدائیوں نے خدمت و اشاعت اسلام کے سلسلہ میں وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں جن کی توفیق ایک ارب مسلمان کہلانے والوں کو نصیب نہیں ہوسکی۔اس اعزاز اور سعادت کی وجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو خلافت جیسی عظیم نعمت سے نوازا ہے جس کے ساتھ اسلام کی ترقی وابستہ ہے بلکہ حق تو یہ ہے کہ اسلام

کی ترقی کی خاطر کوشش اور قربانی کی توفیق کا ملنا بھی اسی خلافت سے وابستگی کا ایک شیریں ثمر ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''دیکھو ہم ساری دنیا میں تبلیغ اسلام کر رہے ہیں مگر تم نے کبھی غور کیا کہ یہ تبلیغ کس طرح ہو رہی ہے؟ ایک مرکز ہے جس کے ماتحت وہ تمام لوگ جن کے دلوں میں اسلام کا درد ہے اکٹھے ہو گئے ہیں اور اجتماعی طور پر اسلام کے غلبہ اور اس کے احیاء کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ وہ بظاہر چند افراد نظر آتے ہیں مگر ان میں ایسی قوت پیدا ہو گئی ہے کہ وہ بڑے بڑے اہم کام سرانجام دے سکتے ہیں۔ جس طرح آسمان سے پانی قطروں کی صورت میں گرتا ہے پھر وہی قطرے دھاریں بن جاتی ہیں اور وہی دھاریں ایک بہنے والے دریا کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ اس طرح ہمیں زیادہ قوت اور شوکت حاصل ہوتی چلی جا رہی ہے۔۔۔۔ اس کی وجہ محض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں خلافت کی نعمت عطا کی ہے۔''

(روزنامہ الفضل ربوہ، ۲۵ مارچ ۱۹۵۱)

اسی طرح فرمایا:

''اسلام کبھی ترقی نہیں کر سکتا جب تک خلافت نہ ہو۔ ہمیشہ

اسلام نے خلفاء کے ذریعہ ترقی کی ہے اور آئندہ بھی اسی ذریعہ سے ترقی کرے گا‘‘

(درس القرآن صفحہ ۷۲ مطبوعہ نومبر ۱۹۲۱ء)

خلافت احمدیہ کی فتوحات

شوکت اسلام کی علمبردار جماعت احمدیہ کی سوسالہ تاریخ مصائب ومشکلات اور خدائی فضلوں کی تاریخ ہے۔اس عرصہ میں مخالفت کی آندھیاں چلیں، مخالفین نے اپنے ترکش کے سب تیروں کو چلایا اور پہاڑوں جیسی شخصیتوں نے احمدیت سے ٹکر لی لیکن خدائی وعدوں کے مطابق ہمیشہ اور ہر بار حق غالب ہوا اور باطل نے منہ کی کھائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر خلافت کے بارہ میں شکوک وشبہات نے سر اٹھایا جس کو حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسے صدیقی عزم وجلال کے ساتھ کچل کر رکھ دیا۔خلافت ثانیہ کے آغاز پر پھر منکرینِ خلافت نے بھرپور فتنہ پیدا کیا اور علیحدہ ہو کر لاہور کی راہ لی۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے باوجود نوعمری کے اس فتنہ کے وقت جماعت کی ایسی اعلیٰ قیادت کی کہ منافقین کی سب چالیں ناکام ہوگئیں۔پھر اسی خلافت کے تاریخی دور میں مصری کا فتنہ اٹھا، مستریوں نے فتنہ برپا کردیا۔احرار نے جماعت کو مٹانے کے لئے ملک گیر مہم جاری کی۔تقسیم ملک کا زلزلہ آیا جس نے جماعت کو اپنے دائمی مرکز سے الگ ہو کر ایک

نیامرکز بنانے پر مجبور کیا۔

ابھی جماعت اپنے قدموں پر سنبھل رہی تھی کہ ۱۹۵۳ء میں جماعت کے خلاف ملک گیر طوفان مخالفت برپا ہو گیا۔حقیقت پسند پارٹی نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اندرونی طور پر جماعت کو منتشر اور گمراہ کرنے کی کوشش کی۔ان فتنوں نے یکے بعد دیگرے سر اٹھایا لیکن ہر بار ہر فتنہ خلافت کی عظیم چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گیا۔احرار کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی اور منافقین کے ناپاک عزائم خاکستر ہو گئے۔خدا کے طاقتور ہاتھ نے خلافت کے ذریعہ جماعت کو ترقی اور اسلام کو غلبہ عطا فرمایا۔

خلافت ثالثہ کے دور میں ۱۹۷۴ کے ہنگاموں میں مخالفین نے ایک بار پھر سر توڑ کوشش کی کہ جماعت کو ختم کر سکیں لیکن ہمیشہ کی طرح ناکام و نامراد رہے۔کئی خوش قسمت احمدیوں کے سر تن سے جدا کر دیئے گئے،ان کی جائیدادیں لوٹ لی گئیں،ان کے گھر جلا دیئے گئے لیکن کوئی ان کے چہروں سے مسکراہٹ نہ چھین سکا!

خلافت رابعہ کا آغاز ہوا تو خلیفۂ وقت کی مقناطیسی شخصیت اور برق رفتاری کو دیکھ کر مخالفین احمدیت کے اوسان خطا ہو گئے اور انہوں نے مخالفانہ کوششوں کو نقطۂ عروج تک پہنچا دیا۔ ۱۹۸۴ء میں رسوائے زمانہ سیاہ قانون جاری کر کے احمدیت کی ترقی کا راستہ بند کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔یہ ضرور ہوا کہ چند پاکبازوں نے شہادت کا جام پیا اور متعدد اسیران راہ مولا آج بھی کال کوٹھڑیوں کو بقعۂ نور بنائے ہوئے ہیں لیکن خدا

گواہ ہے کہ احمدیت کی ترقی پذیر دنیا پر طلوع ہونے والا سورج ہر روز مخالفین کی کوششوں پر ناکامی کی مہریں لگاتا ہے اور وہ جو احمدیت کو مٹا دینے کا زعم لے کر زبانیں دراز کر رہے تھے خدائے قادر و توانا نے ان کے پرخچے اڑا کر رکھ دیئے!

کہاں ہے وہ آمر جس نے کہا تھا کہ میری کرسی بہت مضبوط ہے اور میں احمدیوں کے ہاتھ میں کشکول پکڑا کر رہوں گا؟ کہاں ہے وہ آمر جس نے فرعون کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کہا تھا کہ میں احمدیت کے کینسر کو مٹا کر دم لوں گا؟ دیکھو ہمارے خدا نے ان دشمنانِ اسلام کے نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹا کر رکھ دیئے۔ مردانِ حق، خلفائے احمدیت کی دعاؤں نے نمرودیت کو کچل کر رکھ دیا۔ کوئی تختۂ دار پر نظر آیا تو کسی کے جسم کے ذرات راکھ کا ڈھیر بن کر صحراؤں میں بکھر گئے!

شاندار مستقبل کی عظیم الشان نوید

کوئی سننے والا ہو تو سنے کہ احمدیت کے مخالفین کا یہ مقدر ہر دور میں رہا ہے اور مستقبل میں بھی ان کی تقدیر اس سے کچھ مختلف نہیں۔ خلافت کی برکت سے اور خلافت کے زیرِ سایہ جماعت احمدیہ کے لئے ایک فتح کے بعد دوسری فتح منتظر ہے اور ہمارے مخالفین کے نصیب میں ناکامی اور پھر ناکامی اور پھر ناکامی لکھی جا چکی ہے۔ سنو! کہ وہ جو خدا کی تائید سے بولتا ہے، وہ جس کے سر پر خدا کا سایہ ہے، وہ جسے خدا نے اس زمانہ میں کشتیٔ اسلام کا محافظ اور مومنوں کا راہنما مقرر فرما دیا ہے۔ سنو اور توجہ سے سنو کہ وہ کیا

فرماتا ہے۔ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''آئندہ بھی مخالفت ضرور ہوگی اس سے کوئی انکار نہیں ہے کیونکہ جماعت کی تقدیر میں یہ لکھا ہوا ہے کہ مشکل راستوں سے گزرے اور ترقیات کے بعد نئی ترقیات کی منازل میں داخل ہو۔ یہ مشکلات ہی ہیں جو جماعت کی زندگی کا سامان مہیا کرتی ہیں۔ اس مخالفت کے بعد جو وسیع پیمانے پر اگلی مخالفت مجھے نظر آرہی ہے وہ ایک دو حکومتوں کا قصہ نہیں اس میں بڑی بڑی حکومتیں مل کر جماعت کو مٹانے کی سازشیں کریں گی اور جتنی بڑی سازشیں ہوں گی اتنی ہی بڑی ناکامی ان کے مقدر میں بھی لکھ دی جائے گی۔

مجھ سے پہلے خلفاء نے آئندہ آنے والے خلفاء کو حوصلہ دیا تھا اور کہا تھا کہ تم خدا پر توکل رکھنا اور کسی مخالفت کا خوف نہیں کھانا۔ میں آئندہ آنے والے خلفاء کو خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم بھی حوصلے رکھنا اور میری طرح ہمت و صبر کے مظاہرے کرنا اور دنیا کی کسی طاقت سے خوف نہیں کھانا۔ وہ خدا جو ادنیٰ مخالفتوں کو مٹانے والا خدا ہے وہ آئندہ آنے والی زیادہ قوی مخالفتوں کو بھی چکنا چور کر کے رکھ دے گا اور دنیا سے ان کے نشان مٹا دے گا۔ جماعت

احمدیہ نے بہرحال فتح کے بعد ایک اور فتح کی منزل میں داخل ہونا ہے۔دنیا کی کوئی طاقت اس تقدیر کو بہرحال بدل نہیں سکتی۔‘‘

(خطاب فرمودہ ۲۹ جولائی ۱۹۸۴ بر موقعہ پہلا یورپین اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ، بمقام یوکے)

برادران احمدیت! ہماری کتنی خوش قسمتی اور سعادت ہے کہ آج دنیا کے پردہ پر صرف احمدیت ہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے خلافت کا بابرکت نظام عطا فرمایا ہے۔مختلف طرز کے قیادت کے نظام تو نظر آتے ہیں لیکن کوئی ایسا قائد نہیں جس کو خدا نے مقرر کیا ہو۔کوئی ایسا سربراہ نہیں جس کے سر پر خدا کا سایہ ہو، کوئی ایسا نہیں جس کو خدائی مدد اور نصرت کا علم عطا کیا گیا ہو۔کوئی نہیں جس کے قدموں میں خدائی اذن سے فتوحات بچھتی چلی جاتی ہوں!

ہماری ذمہ داریاں

ہم پر خدائے ذوالمنن کا یہ مزید احسان وکرم ہے کہ ہمیں اس خلافت کے خدام ہونے کا شرف عطا کیا گیا ہے۔خداتعالیٰ نے ہمیں ایک عظیم امانت کا امین بنایا ہے۔ایک عظیم الشان انعام سے نوازا ہے لیکن یادرہے کہ یہ سعادت اپنے ساتھ عظیم ذمہ داریاں بھی لے کر آئی ہے۔یہ انعام ہمیں اطاعت کی دعوت دیتا ہے۔ایسی اطاعت کہ اپنا کچھ نہ رہے اور ہر حرکت وسکون آقا کے اشارے پر قربان ہونے کو بے تاب نظر آئے۔یہ انعام ہمیں قربانی اور استقامت کے میدانوں کی طرف بلاتا ہے۔وہ میدان جن میں قرون اولیٰ اور اس دور آخرین کے صحابہ کرامؓ کی عظیم الشان قربانیوں کی

داستانیں رقم ہیں۔ان داستانوں کو آج پھر سے زندہ کرنا ہمارا فرض ہے۔مکہ کی وادیوں میں گونجنے والی حضرت بلالؓ کی صدائے اَحَدٌ اَحَدٌ کی بازگشت کو دہرانا آج ہمارے ذمہ ہے۔

دیکھو اور سنو کہ اُحد کے شہداء کی روحیں پکار پکار کر تمہیں دعوت دے رہی ہیں کہ جس طرح انہوں نے ہتھیلیوں پر رکھ کر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے اور شمع رسالت پر آنچ نہ آنے دی۔اسی طرح آج تم بھی پروانہ وار شمعِ خلافت کا طواف کرو اور وقت آئے اور ضرورت پڑے تو فُزْتُ بِرَبِّ الْکَعْبَۃِ کا نعرہ لگاتے ہوئے شہادت کی ابدی زندگی کے وارث بن جاؤ۔

اے شمع خلافت کے پروانو! گوش برآواز آقا بن جاؤ۔حضرت مقدادؓ نے ایک اعلان کیا تھا اور صحابہ نے اس کے ایک ایک حرف کو سچ کر دکھایا تھا۔اسی طرح آج تم بھی اس بات کا عزم کرو کہ ہم شمع خلافت کے دائیں بھی لڑیں گے، بائیں بھی لڑیں گے، آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے اور دشمنان احمدیت اس وقت تک شمع خلافت تک نہیں پہنچ سکتے جب تک ہماری لاشوں کو روند کر نہ جائیں۔آیئے ہم خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر ایک بار پھر یہ عہد کریں کہ ہمارے سر تو تن سے جدا ہو سکتے ہیں لیکن ہمارے جیتے جی کوئی اس شمع خلافت کی طرف بری نیت سے پیش قدمی نہیں کرسکتا۔

خدا کرے کہ ہم سب کی طرف سے ہمیشہ ہمارے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور خلافت احمدیہ کے جانثار خدام میں ہمارا شمار ہو۔آمین

نظام خلافت

اور

ہماری ذمہ داریاں

تقریر

برموقع جلسہ سالانہ۔ برطانیہ ۲۰۰۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِO

وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡامِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا لصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِھِمۡ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمۡ دِیۡنَھُمُ الَّذِی ارۡ تَضٰی لَھُم وَلَیُبَدِّ لَنَّھُمۡ مِّنۡ بَعۡدِ خَوۡ فِھِمۡ اَمۡنًا ط یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیئاً ط وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُو لٰئِکَ ھُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ O(النور: ۵۶)

میری تقریر کا عنوان ہے: نظام خلافت اور ہماری ذمہ داریاں

حضرات ! نظامِ خلافت وہ بابرکت آسمانی نظامِ قیادت ہے جو اللہ تعالیٰ جماعت مومنین کو ان کی روحانی بقاء اور ترقی کے لئے عطا فرماتا ہے۔ یہ ایک عظیم انعام ہے جو ایمان اور عملِ صالح کی بنیادی شرائط سے مشروط ہے۔ اس خدائی موہبت کی حیثیت ایک حبل اللہ کی ہے۔ اِس خدائی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھنا جماعت مومنین کے لئے ان کے ایمان کی تصدیق بھی ہے اور امن و امان اور روحانی ترقیات کی ضمانت بھی۔ حق یہ ہے کہ اسلام کی ترقی اور سربلندی اس بابرکت نظام خلافت سے وابستہ ہے۔

خلافت کیا ہے؟

لغوی لحاظ سے خلافت کے لفظی معنی نیابت اور جانشینی کے ہوتے ہیں۔

اصطلاحاً خلیفہ سے مراد نبی کا قائمقام اور اس کا جانشین ہوتا ہے۔علامہ بیضاوی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے:۔

اَلْخَلِیْفَةُ مَنْ یَّخْلِفُ غَیْرَہ‘ وَیَنُوْبُ مَنَابَہ‘

(تفسیر بیضاوی جلد1 صفحہ 59)

کہ خلیفہ وہ ہے جو کسی دوسرے شخص کے بعد آئے اور اس کی قائمقامی کرے۔علامہ ابن اثیر نے لکھا ہے:

اَلْخَلِیْفَةُ مَنْ یَّقُوْمُ مَقَامَ الذَّاھِبِ وَیُسَمُّ مَسَدَّہ‘

(النہایة جلد1 صفحہ 315)

خلیفہ اس کو کہتے ہیں جو کسی جانے والے کی جگہ پر کھڑا ہو اور اس کے جانے کی وجہ سے پیدا ہونے والے خلا کو پر کرنے والا ہو۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام نے فرمایا:

”خلیفہ کے معنی جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو ان کی جگہ آتے ہیں انہیں خلیفہ کہتے ہیں“

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۸۳)

نبوت وخلافت

خالقِ کائنات، اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور بنی نوع

انسان کی ہدایت کے لئے اس کی سنت مستمرہ کچھ اس طرح جاری ہے کہ ظلمت وتاریکی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں وہ اپنے برگزیدہ بندوں کو نبوت و رسالت کا تاج پہنا کر قندیلِ ہدایت کے طور پر مبعوث کرتا ہے۔ان انبیاء کے ذریعہ خدائی پیغامِ ہدایت کی تخم ریزی ہوتی ہے اور شجرِ ہدایت پروان چڑھنے لگتا ہے۔ان رسولوں اور نبیوں کی بعثت دراصل اللہ تعالیٰ کی قدرتِ اولیٰ کا ظہور ہوتا ہے۔اِصطلاحاً ان کو خلیفۃ اللہ کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کے بارہ میں معین طور پر یہ الفاظ ملتے ہیں۔یہ مقام درحقیقت اللہ تعالیٰ کے ہر نبی کو عطا کیا جاتا ہے۔

عمیق حکمتوں کے مالک خدا نے ازل سے یہ طریق جاری کیا ہے کہ جب بھی نبی یا رسول کے دنیا سے رخصت ہونے کا وقت آتا ہے تو اس کے کسی قدر نا تمام کام کو مکمل کرنے کے لئے، اس کے لگائے ہوئے باغ کی مسلسل آبیاری اور نگہداشت کے لئے اور اسے ترقی دیکر اس کے انتہائی نقطۂ کمال تک پہنچانے کے لئے ایک بار پھر اپنی قدرت کا کرشمہ دنیا کو دکھاتا ہے۔یہ اس کی قدرتِ ثانیہ کا ظہور ہوتا ہے۔اللہ کی راہنمائی میں مومنین اپنے میں سے ایک خدا کے بندے کا انتخاب کرتے ہیں جو دراصل خدا کا انتخاب ہوتا ہے۔خدا تعالیٰ کے اذن سے اس منتخب بندہ کے سر پر خلافت کا تاج رکھا جاتا ہے۔ اصطلاحاً اسے خلیفۃ الرسول کہا جاتا ہے۔جماعت کا یہ روحانی سربراہ، نبی کے بعد اسکے جاری کردہ کام کو آگے سے آگے بڑھانے اور پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے سایہ میں کام کرتا ہے اور اس کی وفات پر یہ سلسلہ آگے سے آگے

بڑھتا چلا جاتا ہے۔تقریر کے موضوع کی مناسبت سے میں دوسری قسم کی خلافت کا ذکر قدرے تفصیل سے کروں گا جو نبی یا رسول کے بعد اسکے ماننے والوں میں قائم ہوتی ہے۔

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفٰے ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

" مَا کَانَتْ نُبُوَّۃٌ قَطُّ اِ لَّا تَبِعَتْھَا خِلَا فَۃٌ "

(کنز العمال الفصل الاول فی بعض خصائص الانبیاء حدیث نمبر ۳۲۲۴)

ہر نبوت کے بعد لازماً خلافت کا سلسلہ قائم ہوتا ہے اور دراصل یہی وہ بابرکت سلسلہ خلافت ہے جس کے بارہ میں آپؐ نے ایک دوسری حدیث میں خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ کے الفاظ بھی استعمال فرمائے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نظامِ خلافت کی ضرورت اور حکمت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

" خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو......خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے

محروم نہ رہے۔‘‘

(شہادت القرآن صفحہ ۵۷ روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۵۳)

نبی اور خلیفہ کا انتخاب

یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ نبوت وخلافت کے دونوں نظام اگرچہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں لیکن ان میں ایک بنیادی فرق ہے۔ نبوت اس وقت آتی ہے جب دنیا خرابی اور فساد سے بھر چکی ہوتی ہے۔ ہر طرف شرک اور ظلمت کا دور دورہ ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کی قدرتِ اولیٰ کی تجلی نبوت کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ اس کے بالمقابل اللہ تعالیٰ کی قدرتِ ثانیہ کی تجلی خلافت کی صورت میں اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب نبی کے ذریعہ قائم ہونے والی ایک جماعت موجود ہوتی ہے جو ایمان اور عمل صالح کی شرائط پر پوری اترتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ نبی اور خلیفہ کے انتخاب کے طریق میں بھی ایک فرق ہے۔ نبی کا انتخاب اللہ تعالیٰ براہ راست کرتا ہے کیونکہ ظلمت کے اس دور میں جماعتِ مومنین کا وجود ہی نہیں ہوتا جبکہ نبی کے آنے کے بعد مومنین کی ایک جماعت بن جاتی ہے اور نبی کی وفات پر خدا تعالیٰ بطور احسان اس جماعت میں خلافت کا نظام قائم فرماتا ہے۔ اور ایمان اور عمل صالح کی شرائط کو عنداللہ تسلی بخش طریق پر پورا کرنے والی جماعت کو بطور اعزاز یہ موقع دیا جاتا ہے کہ وہ خلیفہ کے انتخاب کے وقت اپنی رائے کا اظہار کرے۔

بظاہر یہ ایک انتخاب کی صورت نظر آتی ہے لیکن حقیقت میں یہ خدا کا انتخاب ہوتا ہے اور مومنین کے پاک دل اللہ تعالیٰ کی قدرت اور تصرف کے تابع اُسی پاک وجود کو منتخب کرتے ہیں جو دراصل خدا کا انتخاب ہوتا ہے۔آیت استخلاف میں **لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ** کے الفاظ میں یہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔اس طریق انتخاب میں ایک یہ حکمت بھی مضمر ہے کہ جماعت مومنین جس کو انتخاب میں حصہ دار بنایا جاتا ہے وہ اس منتخب خلیفہ کی اطاعت بجالائے اور پورے شرحِ صدر کے ساتھ اس کی آواز پر لبیک کہے۔

ضمناً یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ نظامِ خلافت کا مظہر ہر خلیفہ، گزرے ہوئے نبی کا خلیفہ ہوتا ہے، اپنے سے پہلے خلیفہ کا خلیفہ نہیں ہوتا۔اسی لئے ایسے خلفاء کو ہمیشہ **خلیفة الرسول** کا نام دیا جاتا ہے۔اسی اصول کے مطابق جماعت احمدیہ میں ہر خلیفہ کو حضرت خلیفۃ المسیح کہا جاتا ہے۔

خلافت کی عظمت اور برکات

نظامِ خلافت کی عظمت اور برکت کا مضمون بڑے اختصار اور جامعیت کے ساتھ سورۃ النور کی آیت استخلاف میں بیان کیا گیا ہے جس کی تلاوت شروع میں کی گئی۔ اس کا ترجمہ ہے:

”تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے
ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے

گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔"

(النور:۵۶)

یہ آیت بڑے لطیف مضامین پر مشتمل ہے۔ اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جماعتِ مومنین میں قیام خلافت کا حتمی وعدہ فرمایا ہے اور اسے ایمان اور عمل صالح کی دو شرائط کے ساتھ باندھا ہے۔ نظامِ خلافت کی دو عظیم الشان برکات کا ذکر فرمایا ہے دین کی تمکنت اور خوف کی حالت کا امن کی حالت میں تبدیل کیا جانا۔ اور یہ بھی ذکر ہے کہ نظامِ خلافت کے قیام کے بلند ترین مقاصد اور شیریں ثمرات بھی دو ہیں عبادت الٰہی اور توحیدِ خالص کا حقیقی طور پر قیام۔

خلیفہ کا بلند مقام

خلافت کی عظمت اور اس کی عظیم الشان برکات سے یہ امر واضح ہے کہ جو خلیفہ اس آسمانی نظام قیادت کا مظہر ہوگا اس کا مقام کس قدر بلند ہوگا۔ خلافت نبوت کا تتمہ ہے

اور تاجِ خلافت سے سرفراز کیا جانے والا خلیفہ نورِنبوت کا ظلّ کامل ہوتا ہے۔ وہ ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہے اور اس کی برکتوں سے حصہ پانے والا ہوتا ہے۔ خدا اپنے تصرفِ کامل سے خلیفہ کو خلافت کا منصب عطا کرتا ہے۔ خلیفہ خدا بناتا ہے اور کوئی نہیں جو اسے اس منصب سے معزول کر سکے۔ وہ مؤیّد من اللہ ہوتا ہے۔ ہر آن نصرت الٰہی کا سایہ اس کے سر پر ہوتا ہے۔ خدا اس کا معلم اور راہنما ہوتا ہے۔ دینی علوم و معارف اس کو خدا سے عطا ہوتے ہیں۔ اور خدا خود اس کی محبت اور الفت دلوں میں پیدا کرتا ہے اور پھر محبت کے یہ دائرے پھیلتے چلے جاتے ہیں۔ وہ خدائی انوار سے منور ہو کر منبع نور بن جاتا ہے اور قبولیتِ دعا کا اعجاز اسے عطا کیا جاتا ہے۔ اس کی اطاعت دراصل رسول کی اطاعت ہوتی ہے جس کا وہ خلیفہ ہوتا ہے اور یہی اطاعت بالآخر انسان کو خدا کی اطاعت سے وابستہ کرنے کی ضمانت بن جاتی ہے۔ پس خلیفۃ الرسول کی اطاعت اور اس کے ساتھ دلی وابستگی ایک مومن کے لئے خدا کی اطاعت کا وسیلہ بن جاتی ہے۔

خلیفہ اپنے وقت میں روئے زمین پر خدا تعالیٰ کا نمائندہ اور اس کا محبوب ترین بندہ ہوتا ہے۔ خالق کائنات اور قادر و توانا خدا کا محبوب بندہ ہونے کے ناطے کامیابیاں اور کامرانیاں اس کے قدم چومتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کی برکت سے اسے غلبہ اور استیلاء نصیب ہوتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:

”جس کو خدا خلیفہ بناتا ہے کوئی نہیں جو اس کے کاموں میں

روک ڈال سکے۔ اس کو ایک قوت اور اقبال دیا جاتا ہے اور ایک غلبہ اور کامیابی اس کی فطرت میں رکھ دی جاتی ہے“

(روزنامہ الفضل قادیان، ۲۵ مارچ ۱۹۴۱)

خلافت راشدہ

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے وصال کے موقعہ پر صحابہؓ مارے غم کے دیوانہ ہو رہے تھے۔ اس انتہائی کسمپرسی کے عالم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے عین مطابق خلافت راشدہ کا بابرکت نظام جاری فرمایا۔ جونہی صحابہؓ نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے آپ کو خلیفۃ الرسول تسلیم کیا، زخمی دلوں کو ایک سکون کی کیفیت نصیب ہوگئی۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے بعد یکے بعد دیگرے حضرت عمر بن الخطابؓ، حضرت عثمان بن عفانؓ اور حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجھَہٗ ؓ نے بارِ خلافت اٹھایا۔

اس سنہری دورِ خلافت میں اسلام نے غیر معمولی ترقی اور وسعت حاصل کی۔ اسلام کی بھرپور اشاعت ہوئی۔ اِس دور میں مختلف مراحل پر فتنوں نے بھی سر اٹھایا۔ بالخصوص حضرت ابوبکرؓ کے خلیفہ بنتے ہی جھوٹے مدعیان نبوت، منکرین زکوٰۃ اور ارتداد وغیرہ کے فتنوں کے وجہ سے نہایت مشکل حالات پیدا ہوئے لیکن حضرت ابوبکرؓ نے بڑی ہمت، استقلال اور جرأت سے ان سب فتنوں پر غلبہ پایا۔ اسی طرح بعد میں بھی مشکل

حالات پیدا ہوتے رہے لیکن خلافت کی بَرکت سے، ہر خوف کی حالت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اَمن میں تبدیل ہوتی رہی اور اسلام کو غیر معمولی تمکنت اور استحکام نصیب ہوا۔ خلافت راشدہ بلاشبہ تاریخِ اسلام کا ایک سنہری دور تھا اور اس کی عظمت، رسولِ مقبول ﷺ کے اس ارشاد سے بھی معلوم ہوتی ہے جس میں آپؐ نے فرمایا:

''عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ''

(ترمذی کتاب العلم باب الاخذبالسنۃ ۔ابو داؤد کتاب السنۃ باب لزوم السنۃ)

کہ اے مسلمانو! تم پر میری اور میرے ان خلفاء کی سنت کی پیروی لازم ہے جن کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت عطا کی جائے گی اور اس ہدایت کی روشنی میں وہ مومنوں کی راہنمائی کرنے والے ہوں گے۔

رسول مقبول ﷺ نے اپنے بعد خلافت راشدہ کے قیام اور اس کے معین عرصہ کا بھی ذکر فرما دیا تھا۔ فرمایا:

''اَلْخِلَافَۃُ ثَلَاثُوْنَ عَاماً ثُمَّ یَکُوْنُ بَعْدَ ذٰلِکَ الْمُلْکُ''

(مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۲۲۰)

یعنی میرے بعد قائم ہونے والی خلافت تیس سال جاری رہے گی اور پھر اس کے بعد ملوکیت کا دور ہوگا۔ پیشگوئی کے عین مطابق تیس سال تک خلافتِ راشدہ کا سورج امتِ مسلمہ پر بڑی شان سے چمکتا رہا اور پھر نظام خلافت پر بھی دنیا داری کے رنگ غالب آ گئے۔ حدیث نبوی میں اس بارہ میں بہت معین پیشگوئی ملتی ہے۔

عَنْ حُذَيْفَةَ رضی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَّاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكاً عَاضًّا فَتَكُوْنُ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكاً جَبَرِيَّةً فَيَكُوْنُ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ۔

(مسند احمد صفحہ ۴۔۲۷۳ مشکوٰاۃ کتاب الرقاق باب الانذا ر والتحذیر)

''حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی پھر اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دور کو ختم کر دے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔''

خلافت احمدیہ کا قیام

اصدق الصادقین حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی ایک ایک بات بعینہٖ پوری ہوئی۔ آپؐ کے بعد خلافت راشدہ کا نظام قائم ہوا۔ جس کے بعد تکلیف دہ حکومت کا دور آیا۔ پھر جابر بادشاہت کے ادوار آئے اور جب پہلی تین اچھی صدیوں کے بعد فیج اعوج کے ہزار سال کا عرصہ بھی گزر گیا اور چودھویں صدی کا آغاز ہوا جس میں قرآنی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود اور امام مہدی علیہ السلام کی آمد مقدر تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے رسول پاک ﷺ کی کامل اطاعت اور غلامی کی برکت سے امتی نبی ہونے کا بلند روحانی منصب عطا فرمایا تو اس حدیث کے عین مطابق جماعت احمدیہ کو مسیح پاک علیہ السلام کے وصال کے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوت کا عظیم الشان انعام عطا فرمایا گیا جس سے اس حدیث میں مذکور پیشگوئی بعینہٖ سچی ثابت ہوئی۔

یہ بات اسلام اور رسول پاک ﷺ کی صداقت کا ایک زندہ و تابندہ ثبوت بھی ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ فعلی شہادت بھی ساری دنیا کو مہیا فرما دی کہ آج دنیا کے پردہ پر اگر کوئی جماعت اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اپنے دعوئ ایمان میں سچی ہے اور اگر کوئی جماعت ایسی ہے جس کے اعمال اللہ تعالیٰ کی نظر میں اعمالِ صالحہ ہیں تو وہ ایک اور فقط ایک جماعت ہے جو احمدیہ مسلم جماعت عالمگیر ہے۔

اس جگہ یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ اس حدیث کے آخر میں ذکر ہے کہ خلافت

علیٰ منہاج نبوت کی بشارت دینے کے بعد آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔ جس سے یہ استنباط ہوتا ہے کہ خلافتِ احمدیہ کا یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا اور کبھی منقطع نہیں ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

فیضانِ خلافت

نبوت و خلافت میں وہی نسبت اور تعلق ہوتا ہے جو سورج اور چاند میں ہے۔ نبوت روشنی کا اصل منبع اور مصدر ہے اور خلافت اسی منبع ءنور سے اکتساب کرتے ہوئے اس نور کو دنیا میں پھیلانے کا ذریعہ ہے۔ نبوت کے ذریعہ آسمانی ہدایت اور پیغام کی تخم ریزی ہوتی ہے اور خلافت اس کِشتِ ایمان کی مزید آبیاری کرتے ہوئے نورِ نبوت کے فیضان کو آگے سے آگے بڑھانے کا وسیلہ بن جاتی ہے۔ تاریخ اسلام کے دورِ اوّل کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جس پیغام کی بنیاد رسول کریم ﷺ کے ذریعہ رکھی گئی اور اس کو اللہ تعالیٰ نے استحکام عطا فرمایا اس کی بکثرت اشاعت اور تمکنت بڑی جلالی شان کے ساتھ خلافت راشدہ کے بابرکت دور میں ظاہر ہوئی اور معروف دنیا کے دور دراز علاقے بھی دعوتِ اسلام سے منور ہوئے۔

اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ اس دورِ آخرین میں جب اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے اپنے وعدوں کے مطابق احیاءِ اسلام کے لئے حضرت مسیح موعود اور امام مہدی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور آپ کو امتی نبوت کے منصب پر فائز فرمایا تو آپ کے ذریعہ اس

عظیم الشان مشن کی نہایت مستحکم بنیادیں قائم ہوئیں۔ جب آپؑ کا وصال ہوا اور تاریکی کے فرزندوں نے یہ خیال کیا کہ اب یہ پیغام بھی آپ کے ساتھ ہی دنیا سے مفقود ہو جائے گا۔ تو قادر و توانا رب العالمین نے اپنے وعدوں کے مطابق مخالفین کی جھوٹی خوشیوں کو پامال کیا اور جماعت مومنین کو خلافت علی منہاج نبوت کا عظیم انعام عطا فرمایا اور یہ انعام جو خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کی صورت میں ظاہر ہوا اس کا سایہء رحمت آج بھی اس جماعت کے سر پر ہے اور جماعت احمدیہ کی تاریخ ہر دور میں اس بات کا زندہ ثبوت پیش کرتی آئی ہے کہ اس خلافت کے ذریعہ احیائے اسلام کا پیغام اکناف عالم میں بڑی تیزی اور شوکت سے پھیلتا چلا جا رہا ہے اور قیامت تک پھیلتا چلا جائے گا۔ خلافت احمدیہ کی برکت سے ہفت اقلیم میں جماعت احمدیہ کی ترقیات اس شان سے جاری ہیں کہ آج دنیا کے کناروں سے اور آسمانوں کی بلندیوں سے ہمہ وقت یہ صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار

خلافت احمدیہ کی عظمت

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ میں قائم اور جاری ہونے والی خلافت علیٰ منہاج نبوت کی عظمت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ حضرت مسیح موعود

علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر رسالہ ''الوصیت'' میں اپنے بعد خلافت کے قیام کے بارہ میں معین رنگ میں پیشگوئی فرمائی اور ساتھ ہی جماعت مومنین کو یہ نوید بھی سنائی کہ یہ خلافت (جو دراصل اللہ تعالیٰ کی قدرتِ ثانیہ کی مظہر ہے) ایک مستقل اور پائیدار نعمتِ خداوندی کے طور پر ہوگی جس کا فیضان ابدالآباد تک جاری وساری رہے گا۔آپ کے بابرکت الفاظ میں عرض کرتا ہوں۔آپؑ نے فرمایا:

''یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَ غْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ۔اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہوجائے اور اس کا کوئی مقابلہ نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے۔مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک

دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر نا تمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔(۱)اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔(۲)دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی۔......
تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔‘‘

(رسالہ الوصیت صفحہ ۶،روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۴)

خدا تعالیٰ کی اس سنت کا ذکر کرنے اور حضرت ابو بکرؓ کی معین مثال بیان کرنے اور پھر اپنے وصال سے متعلق الہامات بیان کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے احباب جماعت کی تسلی کے لئے انہیں بشارت دیتے ہوئے مزید فرمایا:

’’اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے

دکھلا دے۔سواب یہ ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کوترک کر دیوے...... تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا....... میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کوتمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔...... ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے...... میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا۔اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے......‘‘

(رسالہ الوصیت صفحہ ۷،۸،روحانی خزائن جلد ۲۰،صفحہ ۳۰۵۔۳۰۶)

اللہ تعالیٰ کی خاص الخاص تائید سے لکھی جانے والی اس تحریر میں غیر معمولی جلالی شان اور شوکت پائی جاتی ہے۔جس نظام خلافت کے قیام کی بشارت آپ نے دی اس کی عظمت اس بات سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ اس تحریر کے فوراً بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بعثت کے عظیم الشان مقصد کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

’’خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام رُوحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک

فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔"

(رسالہ الوصیت صفحہ ۸۔۹ روحانی خزائن جلد ۲۰، صفحہ ۳۰۶۔۳۰۷)

دونوں تحریروں پر یکجائی نظر کی جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ تکمیلِ اشاعت اسلام کی خدائی تقدیر کا ظہور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور سے وابستہ ہے جیسا کہ آیتِ کریمہ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کی تفسیر میں مفسرین نے لکھا ہے:

هٰذَا عِنْدَ خُرُوْجِ الْمَهْدِیِّ

(تفسیر جامع البیان جلد ۲۹، زیرِ آیت مندرجہ بالا)

کہ یہ بات حضرت امام مہدی علیہ السلام کے وقت میں ظہور پذیر ہوگی۔ مشکواۃ شریف میں بھی جہاں حضرت حذیفہؓ کی روایت کردہ حدیث درج ہے وہاں بین السطور یہ الفاظ بھی لکھے گئے ہیں:

"اَلظَّاهِرُ اَنَّ الْمُرَادَ بِهٖ زَمَنُ عِيْسَىٰ وَالْمَهْدِیِّ"

کہ یہ بات ظاہر ہے کہ خلافت علی منہاج نبوت کے اس دوسرے موعود دور سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مہدی علیہ السلام کا زمانہ مراد ہے۔ گویا اسلام کی عالمگیر اشاعت اور دیگر سب ادیان پر اس کے کامل غلبہ کا ظہور اور آپ کی بعثت کے عظیم الشان

مقصد کا حصول آپؐ کے بعد قائم ہونے والے بابرکت نظامِ خلافت کے ذریعہ مقدر ہے۔ یہ امر خلافتِ احمدیہ کی عظمت کو خوب واضح کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تحریرات 20 دسمبر 1905ء کی ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق نظام خلافت کے قیام کا وقت قریب آیا تو اس کی عظمت کی طرف دنیا کو متوجہ کرنے کے لئے علاّم الغیوب خدا نے بذریعہ الہام اس بارہ میں معین تاریخ سے بھی آگاہ فرمادیا۔ دسمبر 1907ء میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام کو الہام ہوا:

''ستائیس کو ایک واقعہ''

(بدر ۱۹ دسمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۵، بحوالہ تذکرہ مطبوعہ 1977 صفحہ 745)

اور پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت کی جلوہ نمائی دیکھو کہ پانچ ماہ بعد ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو دنیا کی مذہبی تاریخ میں ایک عظیم الشان واقعہ رونما ہوا۔ یہ واقعہ جس کی خبر خالق کائنات نے پہلے سے دے رکھی تھی کوئی معمولی واقعہ نہ تھا۔ اس روز اسلام کے عالمگیر غلبہ کے آفاقی نظام کی بنیاد رکھی گئی۔ الہاماً بتائی گئی ۲۷ تاریخ کو جماعت احمدیہ میں نظامِ خلافت قائم ہوا اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی بات بڑی شان وشوکت کے ساتھ پوری ہوئی۔

جماعت کے لئے مقامِ شکر

جماعت احمدیہ کے لئے تو یہ موقع سجدات شکر بجالانے کا ہے اور اپنا سب کچھ قربان کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی راہ میں بچھ جانے کا ہے لیکن جماعت احمدیہ کے

علاوہ وہ لوگ جو مسلمان ہونے کے دعویدار ہیں اور جماعت احمدیہ کو دائرہ اسلام سے باہر نکال دینے پر بڑے نازاں ہیں ان کے لئے ایک لمحۂ فکریہ ہے۔ انہیں سچے دل سے ذرا ٹھہر کر یہ غور کرنا چاہئے کہ آخر یہ معاملہ کیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے خلافت کا حتمی وعدہ تو اس طرح فرمایا تھا کہ میں سچے ایمان والے اور اعمال صالحہ بجالانے والے مومنوں کو، ہاں ان مومنوں کو، جو میری نگاہ میں واقعی ان دو معیاروں پر پورا اتریں گے، میں لازمًا انہیں خلافت کی عظیم نعمت عطا کروں گا لیکن یہ کیا بات ہے کہ آج کے دور کے سب مسلمان کہلانے والے تو اس نعمت خلافت سے محروم رہے بلکہ نام کی جو خلافت ان میں کسی نہ کسی رنگ میں چلی آرہی تھی وہ بھی ۱۹۲۴ء میں ختم ہوگئی اور یہ سب لوگ نہ صرف خلافت کے انعام سے محروم رہے بلکہ ہزار خواہشوں، تمناؤں اور تدبیروں کے باوجود مسلسل اس نعمتِ خلافت سے محروم چلے آرہے ہیں۔

اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت دیکھو کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے ساتھ ہی فوراً اِس جماعت کے سر پر **خلافت علیٰ منہاج نبوت** کا تاج رکھ دیا اور جماعت احمدیہ ایک کے بعد دوسرے، تیسرے، چوتھے اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے خلافت کے پانچویں تاجدار سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نہایت عظیم الشان خلافت کے بابرکت سایہ میں آگے سے آگے بڑھتی چلی جارہی ہے۔ آسمانی تائیدات ہمارے ساتھ ہیں۔ خدا تعالیٰ کی غیر معمولی نصرت اور معیّت حضرتِ مسرور کو حاصل ہے۔ **اِنِّیْ مَعَکَ یَا مَسْرُوْرُ** کا

پرُشوکت ظہور ہماری نظروں کے سامنے ہے اور ساری دنیا میں ایک عظیم المرتبت روحانی انقلاب کی منزلیں طے کی جارہی ہیں۔

خلافت کی برکت سے جماعت احمدیہ تو انوارالٰہی کی موسلا دھار بارشوں میں نہا رہی ہے اور جو خلافت کی برکت سے محروم ہیں وہ ہر میدان میں پسپائی اور ہزیمت کا شکار ہیں۔ آخر یہ فرق ان لوگوں کو کیوں نظر نہیں آتا؟ کیا ان میں کوئی رجلِ رشید نہیں جو ان کو سمجھائے اور بتائے کہ خدا نے تم لوگوں کو خلافت کی عظیم نعمت سے محروم رکھ کر بتا دیا ہے کہ تمہارے پاس نہ تو ایمان ہے اور نہ اعمال صالحہ۔ خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو خلافت عطا فرما کر اور دوسرے لوگوں کو اس نعمت سے محروم رکھ کر حق و باطل میں واضح فرق کر دکھایا ہے۔ یہ خدا کا ناطق فیصلہ ہے جس کو زبانی تعلّیوں سے ہرگز جھٹلایا نہیں جاسکتا !

ایک موازنہ

آیئے اس تقابلی صورتِ حال پر ایک بار پھر نظر ڈال کر دیکھیں کہ اس میں کیا پیغام مضمر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حتمی وعدہ کے مطابق جماعت احمدیہ کو تو خلافت کے بابرکت انعام سے سرفراز فرمایا اور اس طرح دنیا کو دکھا دیا کہ یہی وہ جماعت ہے جو خدا تعالیٰ کی نظر میں ایمان اور عمل صالح کے معیار پر پوری اترنے والی ہے۔ اسی وجہ سے یہی ایک جماعت ہے جو خدائی انعام سے نوازی گئی اور ظاہر ہے کہ علیم و خبیر خدا کا فیصلہ

کبھی غلط نہیں ہوسکتا۔ پس آج جماعت احمدیہ کا یہ دعوی کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حقیقی اسلام کے علمبردار ہیں اوراسی کے فضل سے صراط مستقیم پر گامزن ہیں ایسا سچا دعوی ہے جس پر کوئی صاحب بصیرت اورحق شناس کبھی انگشت نمائی کی جرأت نہیں کرسکتا۔

اوراب ذرا تصویر کا دوسرا رخ دیکھئے کہ آج ہزار خواہشوں اور ہر طرح کے جتن کرنے کے باوجود اگر غیر احمدی دنیا میں کسی جگہ کسی ایک شخص کو بھی خلافت کا انعام نصیب نہیں تو یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ ان کا ایمان، اللہ کی نظر میں صحیح ایمان نہیں اوران کے اعمال خدا کی نگاہ میں اعمال صالحہ نہیں۔ اگرچہ یہ بات بعض سننے اور پڑھنے والوں کو ناگوار گزرے اوران کے دل اس کو برا منائیں لیکن میں یہ بات کہنے سے رک نہیں سکتا کہ جس امام الزمان حضرت مہدی علیہ السلام کو خدا نے اپنے اذن سے قائم فرمایا، جس کے متعلق آپ ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ برف کے تودوں پر سے گزرتے ہوئے جا کر بھی اس کو میرا اسلام کہنا اوراس کے دست صادق پر بیعت کرنے کا شرف حاصل کرنا۔ کیا اس مہدی دوراں کے منکرین اپنے اس انکار کے باوجود اپنے آپ کو مومنین کے زمرہ میں شمار کرنے میں کسی طرح بھی حق بجانب ہوسکتے ہیں؟

وہ منہ سے ہزار دعاوی کریں اپنے آپ کو جو کچھ چاہیں خیال کریں لیکن اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت نے ثابت کردیا ہے کہ وہ ایمان اور عمل صالح کی دولت سے تہی دست ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ انعام خلافت سے محروم چلے آتے ہیں جس کی بنیادی شرط آیت استخلاف میں یہ بیان ہوئی ہے کہ یہ ان لوگوں کو عطا ہوگا جو خدا تعالیٰ کی نظر

میں ایمان لانے والے اور اعمال صالحہ بجالانے والے ہوں گے۔

خدا ان لوگوں کو عقل اور سمجھ عطا کرے اور وہ اس حقیقت کو پالیں کہ انعامِ خلافت سے ان کی مسلسل محرومی ان کو یہ واضح پیغام دے رہی ہے کہ جب تک وہ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ حضرت امام مہدی علیہ السلام پر ایمان نہیں لاتے ان کا دعویٰ ایمان بالکل باطل ہے اور یہی وجہ ہے کہ عملی دنیا میں بھی وہ من حیث الجماعت اعمال صالحہ کی نعمت سے محروم چلے آتے ہیں اور خلافت کے بابرکت انعام سے بھی ۔جب تک ان کا یہ انکار جاری رہے گا اس وقت تک یہ محرومیاں ان کے ساتھ ساتھ رہیں گی اور کبھی ان کا پیچھا نہیں چھوڑیں گی!

برکاتِ خلافت کے جلوے

جماعت احمدیہ کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ قدرتِ ثانیہ کے ان مظاہر عالی مرتبت کی قیادت اور راہنمائی میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ ترقی کی بلند سے بلند تر منزلیں طے کرتی چلی جارہی ہے۔آج ساری دنیا میں جماعتِ احمدیہ کو ایک منفرد اور ممتاز، عالمی تشخص حاصل ہے۔تبلیغ اسلام، تعلیم اور بے لوث خدمتِ انسانیت کے میدانوں میں جماعتِ احمدیہ کی مساعی کی ایک دنیا مُعترِف ہے۔ محبت و پیار، امن وسلامتی اور ملکی قوانین کی پابندی کی اعلیٰ اقدار کی وجہ سے یہ جماعت ساری دنیا میں اسلام کی حسین تعلیم کی علمبردار ہے۔قرآن مجید اور اسلامی

لٹریچر کی اشاعت میں جماعت کو ایک امتیازی مقام حاصل ہے۔آج بفضلہٖ تعالیٰ یہ جماعت دنیا کے ایک سو چوراسی (184) ملکوں میں مستحکم طور پر قائم ہے اور دنیا بھر میں احمدی مسلمانوں کی تعداد 200 ملین سے زیادہ ہو چکی ہے۔

خلافت کی برکت نے جماعت کو باہمی اتحاد، غیر متزلزل ایمان اور اعمال صالحہ کی دولت عطا کر کے بنیانِ مرصوص بنا دیا ہے اور اُن سب برکات سے حصہٗ وافر عطا فرمایا ہے جن کا وعدہ آیت استخلاف میں جماعت مومنین سے کیا گیا تھا۔ جماعت احمدیہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین اسلام کی منادی اکنافِ عالَم میں ہو رہی ہے یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجاً کا ایمان افروز نظارہ ہماری نظروں کے سامنے ہے اور دوسری طرف، جب بھی اور جہاں بھی، جماعت کے مخالفین کی طرف سے خوف کی کوئی حالت پیدا کی جاتی ہے، خدا تعالیٰ کی نصرت فوراً آسمان سے اترتی ہے اور ہر حالتِ خوف کو امن میں تبدیل کر دیتی ہے۔

خدائی نصرت کے نزول کی یہ داستان بہت ہی ایمان افروز ہے۔ تاریخ احمدیت اس کے شواہد سے بھری ہوئی ہے۔ جماعتی تاریخ میں بعض سال ایسے ہیں جن میں جماعت سخت پریشانی اور فکر مندی کے ادوار سے گزری۔ ۱۹۳۴ میں احرار کا فتنہ اٹھا۔ ۱۹۴۷ میں قادیان سے ہجرت کی صورت بنی۔ ۱۹۵۳ میں جماعت کے خلاف ملک گیر ہنگامے ہوئے۔ ۱۹۷۴ میں فسادات اور جماعت کے خلاف قانون سازی کی

گئی۔ ۱۹۸۴ میں رسوائے زمانہ آرڈی نینس کے اجراء نے جماعت پر پابندیاں انتہائی سخت کر دیں۔ خلیفہ وقت کو پاکستان سے ہجرت کرنی پڑی۔ ان پر آشوب سالوں میں احمدیوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے۔ اسیرانِ راہ مولیٰ نے مسکراتے ہوئے اپنی بیڑیوں کو چوما۔ یہ وہ سال ہیں جب آلام و مصائب کے مہیب سائے جماعت کے سر پر منڈلاتے رہے لیکن خدائے رحیم و کریم کا احسان کہ جماعت کے سر پر خلافتِ احمدیہ کا سایہ تھا جس کی برکت سے جماعت مومنانہ استقامت کے ساتھ ان ادوار سے گزرتی گئی اور ہر خوف کی حالت امن میں تبدیل ہوتی رہی۔

اسی طرح جماعتی تاریخ میں جب بھی نئی خلافت کے آغاز کا موقع آیا جو مشکل ترین عرصۂ امتحان ہوتا ہے۔ غم زدہ عشاقِ احمدیت قیامت کی سی کیفیت سے گزر رہے ہوتے ہیں۔ یتیمی کا ایک عجیب عالم ہوتا ہے ہر آنکھ اشکبار اور ہر دل غم سے بھرا ہوتا ہے۔ مخالفین خوشی کے شادیانے بجا رہے ہوتے ہیں کہ اب یہ جماعت ختم ہُوا چاہتی ہے۔ خوف کے ان گھٹا ٹوپ اندھیروں میں یک بیک خدائے قادر کی تجلی ہوتی ہے سارا غم کافور ہو جاتا ہے ہر دل امن اور سکینت سے بھر جاتا ہے۔ قدرت ثانیہ کا ظہور ہوتا ہے اور جماعت نظام خلافت کے سایہ میں پھر سے منزل کی طرف رواں دواں ہو جاتی ہے ۱۹۰۸۔ ۱۹۱۴۔ ۱۹۶۵۔ ۱۹۸۲ اور ۲۰۰۳ میں جماعت احمدیہ انہی مراحل سے گزری اور آج ہر احمدی اس بات کا زندہ گواہ ہے کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے ان کے ہر خوف کو خلافت احمدیہ کے ذریعہ امن میں بدلا اور دین اسلام کو تمکنت اور استحکام عطا فرمایا۔

پس اللہ تعالیٰ کا یہ عظیم احسان ہے کہ ہم خلافت کی برکت سے تائیدات الٰہیہ کے ایمان افروز جلوے دن رات دیکھتے ہیں اور اللہ کرے کہ ہمیشہ دیکھتے چلے جائیں۔

خلیفۂ وقت کا دل۔دعاؤں کا خزینہ

نظام خلافت کی بے شمار نعمتوں میں سے ایک نعمت یہ ہے کہ خلیفہ وقت کے وجود میں ساری جماعت کو ایک ایسا دردمند اور دعا گو وجود نصیب ہوتا ہے جو ہر دکھ درد میں ان کا سہارا اور ہر خوشی میں ان کے ساتھ برابر شریک ہوتا ہے۔ یہ کیفیت دنیاوی راہنماؤں میں کہاں جن کو ان کے عوام تب یاد آتے ہیں جب انہیں ووٹ کی ضرورت پڑتی ہے لیکن خلافت کے بابرکت نظام میں خلیفۂ وقت اسوۂ نبوی کی اقتداء میں جماعتِ مومنین کے لئے ہر روز اور ہر وقت ایک رووف ورحیم باپ کی طرح ہوتا ہے۔غم کے مارے اس کے آستانہ پر آ کر اپنے بوجھ ہلکے کرتے ہیں اور دعاؤں کے خزانوں سے جھولیاں بھر کر لوٹتے ہیں۔ یہ ایسی نعمت ہے جو آج سوائے جماعت احمدیہ کے دنیا کے کسی اور نظام میں لوگوں کو میسر نہیں۔

کینیڈا کے ایک پروفیسر ڈاکٹر GUALTIERI حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے پہلی بار ملنے آئے تو اس عاجز کو بھی ان سے ملنے کا موقعہ ملا اور میں نے حضور انور کی ذات کے بارہ میں چند باتیں بطورِ تعارف اپنے انداز میں ذکر کیں، بعد ازاں وہ حضور سے ملاقات کرنے چلے گئے۔ واپس آئے تو انہوں نے اظہار کیا کہ ملاقات کے

لئے جاتے وقت میں یہ تاثر لے کر گیا کہ احباب جماعت اپنے خلیفہ سے بہت محبت کرتے ہیں۔ وہاں جو باتیں ہوئیں ان کے بعد میں یہ کہوں گا کہ احباب جماعت کی اپنے خلیفہ سے محبت اپنی جگہ لیکن میں اس یقین سے واپس لوٹا ہوں کہ جماعت کا خلیفہ اپنی جماعت کے افراد سے ان سے بھی زیادہ محبت رکھتا ہے۔ کیا سچی اور برحق بات اس پروفیسر نے کہی۔ ماں سے زیادہ محبت کرنے والا اور دن رات ان کو دعاؤں پر دعائیں دینے والا، ان کے غم میں گھلنے والا اور ان کی خوشیوں میں پوری طرح شامل وجود کسی نے دیکھنا ہو تو خلیفہ وقت کے وجود میں نظر آتا ہے! عالم احمدیت سے باہر یہ نعمت آج کسی اور کو نصیب نہیں۔

جل رہا ہے ایک عالم دھوپ میں بے سائباں
شکرِ مولیٰ کہ ہمیں یہ سایۂ رحمت ملا

حضرت مصلح موعود رضی اللہ نے ایک بار اس کا نقشہ اس طرح کھینچا تھا، فرمایا:

”تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا۔ مگر ان کے لئے نہیں ہے۔ تمہارا اسے فکر ہے، درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے لیکن ان کے لئے ایسا کوئی نہیں ہے۔ کسی کا اگر ایک بیمار ہو تو اس کو چین نہیں آتا۔ لیکن

کیا تم ایسے انسان کی حالت کا اندازہ کر سکتے ہو جس کے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بیمار ہوں''

(انوار العلوم۔ جلد ۲ صفحہ ۱۵۶)

اسی تسلسل میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک ارشاد پیش کرتا ہوں جس میں آپ نے اپنی قلبی کیفیات اور دعاؤں کا تذکرہ ایک دلگداز رنگ میں کیا ہے۔ آپ نے فرمایا:

''میں آپ میں سے آپ کی طرح کا ہی ایک انسان ہوں اور آپ میں سے ہر ایک کے لئے اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اتنا پیار پیدا کیا ہے کہ آپ لوگ اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے بعض دفعہ سجدہ میں میں جماعت کے لئے اور جماعت کے افراد کے لئے یوں دعا کرتا ہوں کہ اے خدا! جو مجھے خط لکھنا چاہتے تھے لیکن کسی سستی کی وجہ سے نہیں لکھ سکے ان کی مرادیں پوری کر دے۔ اور اے خدا! جنہوں نے مجھے خط نہیں لکھا اور نہ انہیں خیال آیا ہے کہ دعا کے لئے خط لکھیں اگر انہیں کوئی تکلیف ہے یا ان کی کوئی حاجت اور ضرورت ہے تو ان کی تکلیف کو بھی دور کر دے اور حاجتیں بھی پوری کر دے''

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۱ دسمبر ۱۹۶۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے زمانے کا واقعہ ہے۔ چوہدری حاکم

دین صاحب بورڈنگ کے ایک ملازم تھے۔ان کی بیوی، پہلے بچے کی ولادت کے وقت بہت تکلیف میں تھی۔اس کربناک حالت میں رات کے بارہ بجے وہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر حاضر ہوئے۔دروازہ پر دستک دی۔آواز سن کر پوچھا کون ہے؟ اجازت ملنے پراندر جاکر زچگی کی تکلیف کا ذکر کیااور دعا کی درخواست کی۔ حضورفوراًاٹھے،اندرجاکرایک کھجورلیکرآئے اوراُس پردعاکرکےانہیں دی اورفرمایا:

’’یہ اپنی بیوی کوکھلا دیں اور جب بچہ ہوجائے تو مجھے بھی اطلاع دیں۔‘‘

چوہدری حاکم دین صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں واپس آیا کھجور بیوی کو کھلا دی اورتھوڑی ہی دیرمیں اللہ تعالیٰ کےفضل سے بچی کی ولادت ہوئی۔رات بہت دیر ہو چکی تھی میں نے خیال کیا کہ اتنی رات گئے دوبارہ حضور کو اس اطلاع کے لئے جگانا مناسب نہیں۔نماز فجر میں حاضر ہوکر میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کھجور کھلانے کے جلد بعد بچی پیدا ہوگئی تھی۔اس پرحضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے جوفرمایا وہ سننے اور یادرکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔دلگداز الفاظ طبیعت میں رقت پیدا کر دیتے ہیں۔آپ نے فرمایا:

’’میاں حاکم دین!تم نے اپنی بیوی کوکھجورکھلادی اورتمہاری بچی پیدا ہوگئی۔اورپھرتم اورتمہاری بیوی آرام سے سوگئے۔مجھے بھی اطلاع کر دیتے تو میں بھی آرام سے سو رہتا۔میں تو ساری رات جاگتا رہااورتمہاری بیوی کے لئے دعا کرتا رہا!‘‘

چوہدری حاکم دین صاحب نے یہ واقعہ بیان کیا اور بے اختیار رو پڑے اور کہنے لگے:

''کہاں چپڑاسی حاکم دین اور کہاں نورالدین اعظمؓ''

(مبشرین احمد صفحہ ۸۳ نیز اصحاب احمد جلد ۸ صفحہ ۷۱۔۷۲)

میرے بھائیو، عزیزو اور بزرگو! دیکھو اور سنو کہ آج بھی خدائے رحمٰن نے ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ذات میں ایسا مہربان آقا عطا فرمایا ہے جو ہم میں سے ہر ایک کو اس محبت سے گلے لگاتا ہے کہ غم بھول جاتا ہے اور دل کی پاتال تک خوشی و مسرت کا بسیرا ہو جاتا ہے۔ خدائے ذوالمنن کا احسان ہے کہ اس نے ایسا خلیفہ ہمیں عطا فرمایا ہے جو محبت بھری دعاؤں کا کبھی نہ ختم ہونے والا خزانہ ہے۔ اس کا محبت بھرا سلوک دلوں کو لوٹتا چلا جاتا ہے۔

خلفائے احمدیت کی محبت و شفقت اور دعاؤں کے فیض کا سلسلہ اتنا وسیع اور اتنا دلگداز ہے کہ بیان کا یارا نہیں۔ کاش میرے لئے ممکن ہوتا تو میں دنیا کو بتاتا کہ ہم خلافتِ احمدیہ کے سایہ میں کس جنت میں دن رات بسر کر رہے ہیں۔ حق یہ ہے کہ یہ کیفیت لفظوں میں بیان کرنے والی نہیں بلکہ ذاتی تجربہ کی روشنی میں محسوس کرنے اور جاننے والی عظیم دولت ہے اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آج اس جلسہ گاہ میں موجود ایک ایک فرد جماعت اور اکنافِ عالم میں بسنے والے کروڑوں عشاق احمدیت اس بات پر زندہ

گواہ ہیں کہ آج نظام خلافت کے سایہ سے بڑھ کر کوئی اور عافیت بخش سایہ نہیں اور خلیفۂ وقت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ذاتِ اقدس سے محبت، الفت اور فدائیت کی لہریں ہر احمدی کے دل میں ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح موجزن ہیں۔ خلافت احمدیہ اور خلیفۂ وقت کے ساتھ آج کروڑوں احمدیوں کی یہ بے لوث فدائیت اور محبت ایک خداداد دولت ہے جس سے ہر احمدی کا دل مالا مال ہے۔ ہر احمدی کے دل کے جذبات کا ترجمان یہ دعائیہ شعر ہے

میرے آقا کی محبت ہو مری روح کی راحت
اس کی شفقت بھری نظروں کی عطا ہو دولت

ہماری ذمہ داریاں۔ خلفائے احمدیت کے ارشادات

خلافتِ احمدیہ کے تعلق میں ہم پر کیا ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب ہر احمدی کے دل پر ہمیشہ پوری طرح نقش رہنا چاہئے۔ اس کی اہمیت اور ضرورت یہ ہے کہ جب تک ہمیں ان ذمہ داریوں کا پورا ادراک اور احساس نہ ہو ہم ان سے کس طرح عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔ پس ان ذمہ داریوں کا علم اور پورا پورا احساس ان ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے ازبس لازم ہے۔

آیئے ان ذمہ داریوں کا علم حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے ان بزرگ بندوں کے آگے زانوئے تلمذ طے کریں جن کا معلم اور مربی خود خدائے علیم وخبیر ہوتا ہے

میری مراد اس دور میں جماعت احمدیہ کے اندر قائم ہونے والے ان خلفائے کرام سے ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ ہونے کی سعادت عطا فرمائی۔ ان خلفائے عظام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ قدرت سے اس منصب کے لئے چنا اور اس کی غالب تقدیر نے خلافت کا تاج ان کے سروں پر رکھا۔ خدا ان کا معلم اور راہنما بنا اور ان کو علم و عرفان کی دولت سے مالا مال کیا۔ آیئے سنئے کہ خدا کے ان برگزیدہ بندوں نے مشفق و مہربان ناصح کے طور پر، کن الفاظ میں افراد جماعت کو خلافت کے تعلق میں ان کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ فرمایا۔ عرفان و حکمت پر مبنی یہ وہ سنہری الفاظ ہیں جو خدا کے بندوں کے منہ سے نکلے اور جن میں ہماری روحانی زندگی کی بقا اور ترقی کا راز مضمر ہے۔ بطور نمونہ چند منتخب ارشادات پیش کرتا ہوں:

❁ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اعتصام حَبْلُ اللّٰہِ کے ساتھ ہو۔ قرآن تمہارا دستور العمل ہو۔ باہم کوئی تنازع نہ ہو کیونکہ تنازع فیضانِ الٰہی کو روکتا ہے...... چاہیئے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میّت غسال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ۔ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔ استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو۔ وحدت

کو ہاتھ سے نہ دو۔ دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔ تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آسکتا پس اس نعمت کا شکر کرو کیونکہ شکر کرنے پر ازدیادِ نعمت ہوتا ہے"   (خطباتِ نور صفحہ ۱۳۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:

"اس بات کو خوب اچھی طرح یاد رکھو کہ خلافت حَبْلُ اللہ ہے اور ایسی رسی ہے کہ اسی کو پکڑ کر تم ترقی کر سکتے ہو۔ اس کو جو چھوڑ دے گا وہ تباہ ہو جائے گا"

(درس القرآن بیان فرمودہ یکم مارچ ۱۹۲۱ بحوالہ درس القرآن صفحہ ۶۷ تا ۸۴ مطبوعہ قادیان نومبر ۱۹۲۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اس کے شکر گزار بندے بن کے اپنی زندگیوں کے دن گزاریں اور جماعت کے اندر اتحاد اور اتفاق کو ہمیشہ قائم رکھیں اور اس حقیقت کو نظر انداز نہ کریں کہ سب بزرگیاں اور ساری ولایت خلافتِ راشدہ کے پاؤں کے نیچے ہے۔"

(تعمیر بیت اللہ کے ۲۳ عظیم الشان مقاصد صفحہ ۱۱۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"قیامت تک کے لئے خلافت سے اپنا دامن اس مضبوطی سے باندھ لیں کہ جیسے عروۃ وثقیٰ پر ہاتھ پڑ گیا ہو جس کا ٹوٹنا مقدر

نہیں......پس آپ اگر خلافت کے ساتھ رہیں گے تو خلافت لازماً آپ کے ساتھ رہے گی اور یہی دونوں کا ساتھ ہے جو توحید پر منتج ہوگا۔''

(بحوالہ ماہنامہ خالد مئی ۱۹۹۴ صفحہ ۲ تا ۴)

ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ جن کو اللہ تعالیٰ نے اس دور میں تاجِ خلافت سے نوازا ہے اور جو ساری عالمگیر جماعت احمدیہ کی ترقی کی اعلیٰ ترین راہوں کی طرف راہنمائی فرما رہے ہیں، آپ نے خلافت کے تعلق میں جماعت کو بار باران کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ فرمایا ہے۔ چند حوالے عرض کرتا ہوں۔ منصب خلافت پر متمکن ہونے کے بعد آپ نے اپنے سب سے پہلے پیغام میں فرمایا:

''قدرتِ ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر قدرتِ ثانیہ نہ ہو تو اسلام کبھی ترقی نہیں کرسکتا۔ پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور

خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں۔ اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لئے ایک ڈھال ہے''

اسی پیغام میں آپ نے مزید فرمایا:

''پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے'' (روزنامہ الفضل ربوہ ۳۰ مئی ۲۰۰۳)

ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلافت کی نعمت سے نوازا ہے جو تمام قسم کی ترقیات کے لئے ایک بابرکت راہ ہے۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑے رکھیں۔ وحدت اور یک جہتی کے قیام کے لئے اور کامیابیوں کے حصول کے لئے خلافت کے دامن سے ہمیشہ وابستہ رہیں اور نسل در نسل اپنی اولادوں کو بھی اس نعمت عظمیٰ سے وابستہ

رہنے کی تلقین کرتے رہیں۔ ہمیشہ اس کی سربلندی اور مضبوطی کے لئے کوشاں رہیں اور اس راہ میں درپیش ہر قربانی کے لئے مستعد رہیں۔‘‘

(مشعل راہ جلد ۵ صفحہ ۳۲۔۳۳)

اپنے ایک پیغام میں آپ نے احباب جماعت سے فرمایا:

’’یہ خلافت کی ہی نعمت ہے جو جماعت کی جان ہے۔ اس لئے اگر آپ زندگی چاہتے ہیں تو خلافت احمدیہ کے ساتھ اخلاص اور وفا کے ساتھ چمٹ جائیں۔ پوری طرح اس سے وابستہ ہو جائیں کہ آپ کی ہر ترقی کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی مضمر ہے۔ ایسے بن جائیں کہ خلیفۂ وقت کی رضا آپ کی رضا ہو جائے۔ خلیفۂ وقت کے قدموں پر آپ کا قدم اور خلیفۂ وقت کی خوشنودی آپ کا مطمح نظر ہو جائے۔‘‘

(ماہنامہ خالد ربوہ سیدنا طاہر نمبر مارچ اپریل 2004ء)

ایک جلسہ سالانہ کے موقع پر آپ نے فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ کا یہ بڑا احسان ہے احمدیوں پر کہ نہ صرف ہادی صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں شامل ہونے کی توفیق ملی بلکہ اس

زمانے میں مسیح موعود اور مہدی کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق بھی اس نے عطا فرمائی جس میں ایک نظام قائم ہے، ایک نظامِ خلافت قائم ہے، ایک مضبوط کڑا آپ کے ہاتھ میں ہے جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ یہ کڑا تو ٹوٹنے والا نہیں لیکن اگر آپ نے اپنے ہاتھ ذرا ڈھیلے کئے تو آپ کے ٹوٹنے کے امکان پیدا ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس سے بچائے۔ اس لئے اس حکم کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور نظام جماعت سے ہمیشہ چمٹے رہو۔ کیونکہ اب اس کے بغیر آپ کی بقا نہیں۔ یاد رکھیں شیطان راستہ میں بیٹھا ہے۔ ہمیشہ آپ کو ورغلاتا رہے گا۔“

(۲۲ راگست ۲۰۰۳ء، مئی مارکیٹ، منہائیم، جرمنی)

اپنے ایک حالیہ خطبہ جمعہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے:

”ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے کہ...... استحکام خلافت کے لئے دعائیں کریں تاکہ خلافت کی برکات آپ میں ہمیشہ قائم رہیں...... اپنے اندر خاص تبدیلیاں پیدا کریں۔ پہلے سے بڑھ کر ایمان و اخلاص میں ترقی کریں...... اب احمدیت کا علمبردار وہی ہے جو نیک اعمال کرنے والا ہے اور خلافت سے چمٹا رہنے والا ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷ مئی ۲۰۰۵ء)

انعامِ خلافت پر شکر

نظامِ خلافت کی نعمت پر ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر کریں کم ہے۔ ہمارے وجود کا ذرہ ذرہ سراپا شکر بن جائے تو تب بھی ہم اِس نعمت عظمیٰ کے شکر کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ پس اس تعلق میں ہماری سب سے پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اِس نعمت کی عظمت کا صحیح اِدراک اور اِحساس پیدا کریں اور دل کی گہرائی سے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہیں اور اپنے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس نعمت کا شکر ادا کرنے کی توفیق دیتا رہے۔ اور اس کو قبول کرتے ہوئے اپنے وعدہ کے مطابق خلافت کا سایہ ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین

خلیفۂ وقت سے ذاتی تعلق

نبی کی نیابت کے حوالہ سے خلیفہ کا مقام بہت بلند ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی فرد کو تاجِ خلافت سے سرفراز فرماتا ہے تو وہی انسان جو لوگوں کی نظروں میں کل تک ایک عام انسان تھا اللہ تعالیٰ کے نور سے منور ہو کر ایک نورانی وجود بن جاتا ہے۔ وہ مہبط انوار ہی نہیں ہوتا بلکہ اس کے وجود سے دنیا میں خدا کا نور پھیلنے لگتا ہے اور وہ اس انتشار روحانیت کا مرکز بن جاتا ہے۔ اس بلند مقام پر فائز ہونے کے بعد خدا تعالیٰ سے اس کا ایسا قریبی تعلق پیدا ہو جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کو قبولیت دعا کا اعجاز عطا کرتا ہے خدا تعالیٰ خود اس کا معلم بن کر اسے علوم روحانی عطا فرماتا ہے۔ اس عظیم الشان تبدیلی

کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بیان فرمایا ہے:

''خلیفہ خود اللہ تعالیٰ بناتا ہے اور اس کے انتخاب میں کوئی نقص نہیں۔ وہ اپنے ایک کمزور بندے کو چنتا ہے جسے وہ بہت حقیر سمجھتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو چن کر اس پر اپنی عظمت اور جلال کا ایک جلوہ کرتا ہے اور جو کچھ اس کا تھا اس میں سے وہ کچھ بھی باقی نہیں رہنے دیتا اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے سامنے کلی طور پر فنا اور بےنفسی کا لبادہ وہ پہن لیتا ہے اور اس کا وجود دنیا سے غائب ہو جاتا ہے اور خدا کی قدرتوں میں وہ چھپ جاتا ہے تب اللہ تعالیٰ اسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھا لیتا ہے۔''

(روزنامہ الفضل ربوہ، ۱۷ مارچ ۱۹۶۷)

قبولیت دعا کا جو مقام خلیفہ وقت کو عطا کیا جاتا ہے اسکی حکمت حضرت مصلح موعودؓ نے ان الفاظ میں بیان فرمائی۔ فرمایا:

''اللہ تعالیٰ جس کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے''۔

(انوار العلوم جلد ۲، صفحہ ۴۷۔ منصب خلافت صفحہ ۳۲)

خلیفۂ وقت کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے نور، علم و معرفت اور

مقامِ قبولیتِ دعا سے برکت حاصل کرنے کے لئے مومنین کی ایک اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ خلیفۂ وقت کے ساتھ محبت وعقیدت اور فدائیت کا ایک ذاتی اور قریبی تعلق رکھیں۔ یہ وہ نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس دور میں ہمیں اتنے متنوع انداز میں اور اتنی سہولت سے میسر کی ہے جیسی اس سے قبل کبھی نہ تھی۔ خلیفۂ وقت سے ذاتی اور فیملی ملاقات کی صورت آج ہر احمدی کو میسر ہے۔ خواہ وہ دنیا کے کسی ملک میں رہتا ہو، خلیفۂ وقت کے قدموں میں حاضر ہو کر وہ یہ شرف حاصل کر سکتا ہے۔ پھر حضور انور کے عالمگیر دورہ جات کے دوران اُن ممالک کے احمدیوں کو یہ سعادت اپنے ملک میں رہتے ہوئے مل جاتی ہے۔ خطوط۔ فیکس اور ای میلز کے ذریعہ حضور انور سے براہ راست رابطہ کا پورا نظام موجود ہے۔ اس سے بھرپور استفادہ کرنا اور خلیفۂ وقت سے مسلسل رابطہ رکھنا ہماری اہم ذمہ داری ہے۔

خلیفۂ وقت کے لئے دعائیں

خلیفۂ وقت کا بابرکت وجود ساری جماعت کے لئے یُمن وسعادت اور برکتوں کا خزانہ ہے۔ خلیفۂ وقت کی مقبول دعائیں ساری جماعت کو ہر آن نصیب رہتی ہیں۔ اگرچہ اس احسان کا بدلہ تو کبھی چکایا نہیں جا سکتا لیکن ہر مخلص احمدی کا یہ فرض ضرور بنتا ہے کہ وہ ہمیشہ محسن آقا کے لئے مجسم دعا بنا رہے اور کبھی بھی اس بارہ میں غفلت کا شکار نہ ہو۔ اٹھتے بیٹھتے اللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ کے کلمات وِردِ زبان رہنے چاہئیں اور

رسولِ مقبول ﷺ کی یہ حدیث بھی مستحضر رہنی چاہئے جس میں آپؐ نے فرمایا:

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : خِيَارُ اَ ئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُحِبُّوْ نَهُمْ وَ يُحِبُّوْ نَكُمْ وَ تُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ وَ يُصَلُّوْنَ عَلَيْكُمْ

(مسلم کتاب الامارة باب خیار الائمة واشرارهم)

تمھارے بہترین سردار وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں۔ تم ان کے لئے دعا کرتے ہو اور وہ تمہارے لئے دعائیں کرتے ہیں۔

خلیفۂ وقت کی احباب جماعت سے محبت وشفقت کے نظارے تو ہم دن رات مشاہدہ کرتے ہیں۔ ہمیں یہ جائزہ لینا چاہیے کہ ہماری محبت کا معیار کیا ہے؟ خلیفۂ وقت کی دعائیں تو ہم ہر آن حاصل کرتے ہیں ہماری فکر یہ ہونی چاہئے کہ کیا ہم بھی خلیفۂ وقت کے لئے دعا کرنے کا حق ادا کرتے ہیں یا نہیں؟

خلیفہ وقت کے ارشادات کو سننا

قرآن مجید میں جماعت مومنین کا شعار سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ وہ ہمیشہ نیکی کی باتوں کو توجہ سے سنتے، سمجھتے اور یاد رکھتے ہیں اور پھر ان باتوں پر دل وجان سے عمل بھی کرتے ہیں۔ اطاعت کا پہلا زینہ سننا ہے، اسی لئے اس صفت کو

پہلے رکھا گیا ہے۔ جو شخص سنے گا نہیں وہ عمل کیسے کر سکے گا؟ احادیثِ نبویہ میں بھی نظام سے وابستگی اور نظام کے سربراہ اعلیٰ کی مکمل اطاعت کا ذکر بہت کثرت سے ملتا ہے۔ایک حدیث میں رسول پاک ﷺ نے فرمایا:

اُوصِیکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ

(ترمذی کتاب الایمان کتاب الاخذ بالسنۃ)

اس حدیث سے یہ نکتہ معرفت بھی ملتا ہے کہ حصولِ تقویٰ کے دو بڑے زینے کان کھول کر ہدایات کا سننا اوران پر عمل کرنا ہیں۔ایک اور حدیثِ نبوی میں آتا ہے:

اِسْمَعُوا وَاَطِیْعُوا

(بخاری کتاب الاحکام باب السمع والطاعۃ)

پھرایک اورحدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:

''اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَۃُ عَلَی الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ''

(ابو داؤد کتاب الجہاد باب فی الطاعۃ)

گویا ایک سچے مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ حرف نصیحت سننے اوراس کی اطاعت کرنے کا پیکر ہوتا ہے۔اطاعت کے ضمن میں یہ نکتہ بھی یادرکھنے کے لائق ہے کہ قرآن مجید کی جس سورۃ میں آیت استخلاف وارد ہوئی ہے اسی سورۃ النور میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ

لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَاءِ بَعْضِکُمْ بَعْضاً (آیت ۶۴)

یعنی اے مومنو! یہ نہ سمجھو کہ رسول کا تم میں سے کسی کو بلانا ایسا ہی ہے جیسا کہ تم

میں سے بعض کا بعض کو بلانا۔ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:

''تمہارا فرض ہے کہ جب بھی تمہارے کانوں میں خدا تعالیٰ کے رسول کی آواز آئے۔ تم فوراً اس پر لبیک کہو اور اس کی تعمیل کے لئے دوڑ پڑو کہ اسی میں تمہاری ترقی کا راز مضمر ہے بلکہ اگر انسان اس وقت نماز پڑھ رہا ہو تب بھی اس کا فرض ہوتا ہے کہ وہ نماز توڑ کر خدا تعالیٰ کے رسول کی آواز کا جواب دے.... یہی حکم اپنے درجہ کے مطابق خلیفۂ رسول اللہ پر بھی چسپاں ہوتا ہے اور اس کی آواز پر جمع ہو جانا بھی ضروری ہوتا ہے''

(تفسیرِ کبیر جلد ششم صفحہ ۴۰۸۔۴۰۹)

پھر آپ نے یہ بھی فرمایا:

''جو جماعتیں منظّم ہوتی ہیں ان پر کچھ ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں جن کے بغیر ان کے کام کبھی بھی صحیح طور پر نہیں چل سکتے..... ان شرائط اور ذمہ داریوں میں سے ایک اہم شرط اور ذمہ داری یہ ہے کہ جب وہ ایک امام کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تو پھر انہیں امام کے منہ کی طرف دیکھتے رہنا چاہئیے کہ وہ کیا کہتا ہے اور اس کے قدم اٹھانے کے بعد اپنا قدم اٹھانا چاہئیے..... امام کا مقام تو یہ ہے کہ وہ حکم دے اور ماموم کا مقام یہ ہے کہ وہ پابندی کرے''

(روزنامہ الفضل قادیان، ۵ جون ۱۹۳۷)

پس ہر احمدی کی ایک بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ خلیفۂ وقت کے ارشادات کو توجہ سے سنے اور اس کی طرف سے آنے والی ہر آواز پر کان دھرے۔ خلیفہ وقت کو اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید اور راہنمائی نصیب ہوتی ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے اذن اور ہدایت سے بولتا ہے۔ علم وعرفان کے چشمے اس کی مبارک زبان پر جاری ہوتے ہیں۔ وہ ان باتوں کی طرف جماعتِ مومنین کو بلاتا ہے جو وقت کی عین ضرورت اور ہر سننے والے کے لئے انتہائی مفید اور بابرکت ہوتی ہیں پس حضور انور کے پُر معارف خطبات جمعہ کو باقاعدگی سے اور پوری توجہ سے سننا، بچوں کو سنانا اور سمجھانا ہر احمدی کی ایک بنیادی ذمہ داری ہے۔ حضور انور کے خطابات اور پیغامات کو سننا بھی بہت لازم ہے۔ ان باتوں کو سننے سے ہی ہمیں معلوم ہوسکتا ہے کہ پیارے حضور ہم سے کیا فرمارہے ہیں اور ہم سے کیا توقعات رکھتے ہیں۔ پس جو احمدی ان خطبات اور خطابات کو باقاعدہ اہتمام سے نہیں سنے گا وہ حضور کے ارشادات کی تعمیل کی سعادت سے بھی محروم رہ جائے گا۔

ایک اور ذمہ داری

اطاعتِ خلافت کا ایک اہم زینہ عاجزی اور خاکساری کا لبادہ پہن کر اپنے آپ کو ایک ذرّہ ناچیز کے طور پر خلیفۂ وقت کے قدموں میں پیش کر دینا ہے۔ جس احمدی پر منصب خلافت کی عظمت پوری طرح واضح ہو، جو خلیفۂ وقت کو رسولِ متبوع کا جانشین یقین کرتا ہو اس کے لئے یہ مرحلہ ہرگز مشکل نہیں بلکہ یہی تو ایک سچے احمدی کی نشانی ہے

کہ وہ اپنی انانیت کے لبادہ کو تار تار کر کے، اپنے وجود کو کلیۃً فراموش کرتے ہوئے، خلیفۂ وقت کے ہر اشارے پر اس کو قربان کر دیتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی بات کن خوبصورت الفاظ میں بیان فرمائی۔ آپؓ نے فرمایا:

''بیعت کے معنے اپنے آپ کو بیچ دینے کے ہیں اور جب انسان کسی کو دوسرے کے ہاتھ پر بیچ دیتا ہے تو اس کا اپنا کچھ نہیں رہتا'' (خطبات نور صفحہ ۱۷۱)

اطاعت کے اس مقام کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:

''امام اور خلیفہ کی ضرورت یہی ہے کہ ہر قدم جو مومن اٹھاتا ہے اس کے پیچھے اٹھاتا ہے اپنی مرضی اور خواہشات کو اس کی مرضی اور خواہشات کے تابع کرتا ہے۔ اپنی تدبیروں کو اس کی تدبیروں کے تابع کرتا ہے۔ اپنے ارادوں کو اس کے ارادوں کے تابع کرتا ہے۔ اپنی آرزوؤں کو اس کی آرزوؤں کے تابع کرتا ہے اور اپنے سامانوں کو اس کے سامانوں کے تابع کرتا ہے۔ اگر اس مقام پر مومن کھڑے ہو جائیں تو ان کے لئے کامیابی اور فتح یقینی ہے''۔

(روزنامہ الفضل قادیان ۴ ستمبر ۱۹۳۷)

ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا:

''یاد رکھو...... ایمان نام ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے

قائم کردہ نمائندہ کی زبان سے جو بھی آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرماں برداری کی جائے.... ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ میں مسیحِ موعودؑ پر ایمان لاتا ہوں ۔ ہزار دفعہ کوئی کہے کہ میں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں ۔خدا کے حضور اس کے ان دعوں کی کوئی قیمت نہیں ہو گی جب تک وہ اس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اس کی اطاعت نہیں کرتا اور جب تک اس کی اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لمحہ نہیں بسر کرتا اس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہوسکتا ‘‘

(روزنامہ الفضل قادیان ۱۵ نومبر ۱۹۴۶ صفحہ ۶)

ہر تحریک پر والہانہ لبّیک

اطاعت کا مطلب یہ ہے کہ خلیفہ وقت کی طرف سے آنے والی ہر آواز پر والہانہ لبّیک کہا جائے۔کسی ارشاد کو بھولنا یا اسکی طرف توجہ نہ دینا ایک احمدی کی شان نہیں ۔حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

’’بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ

کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے‘‘

(ماہانہ الفرقان ربوہ خلافت نمبر مئی جون 1967 صفحہ 28)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

’’خلیفہ استاد ہے اور جماعت کا ہر فرد شاگرد۔ جو لفظ بھی خلیفہ کے منہ سے نکلے وہ عمل کئے بغیر نہیں چھوڑنا‘‘

(روزنامہ الفضل قادیان 2 مارچ 1946ء)

پھر آپ فرماتے ہیں:

’’تم سب امام کے اشارے پر چلو اور اس کی ہدایات سے ذرہ بھر بھی اِدھر اُدھر نہ ہو۔ جب وہ حکم دے بڑھو اور جب وہ حکم دے ٹھہر جاؤ اور جدھر بڑھنے کا وہ حکم دے اُدھر بڑھو اور جدھر سے ہٹنے کا وہ حکم دے ادھر سے ہٹ جاؤ‘‘

(انوار العلوم جلد ۱۴، صفحہ ۵۱۵۔۵۱۶)

پھر آپ نے ایک اور موقع پر فرمایا:

’’ خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفۂ وقت کی طرف

سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات رائیگاں، تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں''

(خطبہ جمعہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۶ء مندرجہ روزنامہ الفضل قادیان ۳۱ جنوری ۱۹۳۶ء)

ہر احمدی کو اس بارہ میں ہمیشہ اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے۔ نہایت ادب کے ساتھ بطور یاددہانی میں چند امور احباب کے سامنے رکھتا ہوں۔

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبات جمعہ اور خطابات میں قیامِ نماز، دعاؤں اور عبادتوں کے معیار کو بلند سے بلند تر کرنے اور متعدد تربیتی امور کی طرف بار بار توجہ دلائی ہے۔ یہ سب باتیں ہماری روحانی بقاء اور ترقی کے لئے اساسی حیثیت رکھتی ہیں۔ ہر سچے مخلص احمدی کا فرض ہے کہ دیکھے اور سچے دل سے اپنا محاسبہ کرے کہ کیا وہ دیانتداری سے اِن میدانوں میں سرگرمِ عمل ہے یا نہیں۔ خلافت کی محبت کوئی رسمی بات نہیں۔ یہ جذبہ سچا ہے تو اس کا ثبوت نظر آنا چاہئے اور ہدایات پر عمل کرتے ہوئے نیک تبدیلی پیدا کرنا ہی اس کا حقیقی ثبوت ہے۔

پھر حضور نے بار بار تبلیغ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ہر احمدی کی ذمہ داری ہے کہ وہ خلیفہ وقت کے مبارک لبوں سے نکلی ہوئی ہر آواز پر لبیک کہے اور عملاً وہ بات کر کے دکھادے۔ آج تبلیغ کے بہت وسیع میدان احمدی داعیان الی اللہ کے منتظر ہیں کہ وہ اپنے

پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آگے آئیں اور ظلمتوں میں بھٹکتی ہوئی انسانیت کو اللہ تعالیٰ کے آستانہ پر لے آئیں۔ آج اربوں دل ایسے ہیں جو محمد مصطفےٰ ﷺ کے نور سے نا آشنا ہیں۔ ان دلوں کو اسلام کے محبت بھرے پیغام سے جیتنا ہمارا کام ہے اور یہی وہ فرض ہے جس کی طرف حضور انور ہمیں بلا رہے ہیں۔ اسلام اور رسولِ پاک ﷺ کی ذاتِ اقدس کے خلاف کئے جانے والے اعتراضات کے جوابات دینا بھی ایک عظیم ذمہ داری ہے جو ہر احمدی کو ہمیشہ یاد رکھنی چاہیئے۔

پھر ہمارے پیارے آقا نے مساجد کی تعمیر اور خدمتِ انسانیت کے بہت سے منصوبوں کے لئے مالی قربانیوں کی طرف بھی جماعت کو بلایا ہے۔ طاہر فاؤنڈیشن۔ سپین کی مسجد۔ مریم شادی فنڈ۔ طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ وغیرہ۔ ابھی کل ہی حضور انور نے برطانیہ میں جماعت احمدیہ کی نئی جلسہ گاہ کے بارہ میں خوشخبری سناتے ہوئے مالی قربانی کی تحریک فرمائی ہے۔ یہ سب نیکی کی راہیں ہیں جو مخیّر احباب کی راہ دیکھ رہی ہیں۔

(اس کتاب کی اشاعت کے وقت 208 ایکڑ رقبہ پر مشتمل نئی جلسہ گاہ خریدی جا چکی ہے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس نئی جلسہ گاہ کا نام "حديقة المهدى" عطا فرمایا ہے۔ الحمد لله)

تین سال بعد انشاء اللہ تعالیٰ خلافت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی منائی جائے گی۔ اس حوالہ سے حضور انور نے ساری جماعت کو نفلی روزوں۔ نوافل اور دعاؤں کی ایک جامع تحریک فرمائی ہے۔ ہر فرد جماعت اس تحریک کا مخاطَب ہے اور ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اس روحانی پروگرام میں بھرپور حصّہ لے۔

نیکی کا ایک اور میدان جس کی طرف ہمارے پیارے آقا نے ہمیں بلایا ہے وہ نظامِ وصیت میں شمولیت ہے۔ ٹھیک ایک سال قبل ہم سب نے اسی جلسہ سالانہ کے سٹیج سے ایک مقدس آواز سنی تھی۔ آج اس کو ۳۶۵ دن گزر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے 16 ہزار سے زائد مخلصین نے آقا کی آواز پر والہانہ لبیک کہنے کی سعادت پائی لیکن بہت ایسے ہیں جو ابھی تک یہ سعادت حاصل نہیں کر سکے۔ میں ان سے عرض کرتا ہوں کہ اس تحریک کو معمولی خیال نہ کریں۔ یہ سچے اور مخلص احمدی میں فرق ظاہر کرنے والی تحریک ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں خدا کا یہ ارادہ ہے کہ ”اس انتظام سے منافق اور مومن میں تمیز کرے“۔ پھر یہ بھی تو دیکھو کہ ہمارے آقا کے دل کی تمنا اور خواہش کیا ہے۔ آپ نے فرمایا تھا:

> ”میری یہ خواہش ہے اور میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اس آسمانی نظام میں، اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے، اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے شامل ہوں“

(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ فرمودہ یکم اگست ۲۰۰۴)

اور یہ بھی یاد رکھیں کہ آج سے ٹھیک دس روز قبل حضور انور نے ایک بار پھر اپنے ایک خصوصی پیغام میں اس کا تاکیدی ذکر فرمایا ہے۔ جو دوست ابھی تک اس نظام وصیت میں شامل نہیں ہو سکے وہ اس ارشاد کو خوب کان کھول کر سن لیں اور عمل کی سعادت پائیں۔ آپ نے فرمایا:

’’میرا اتمام دنیا کے احمدیوں کے لیے یہ پیغام ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ان ارشادات کی روشنی میں، آپ کی خواہشات کے تابع، آگے بڑھیں اور مالی قربانی کے اس نظام میں شامل ہو جائیں۔ اپنی اصلاح کی خاطر اور اپنے انجام بالخیر کی خاطر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے قدم آگے بڑھائیں اور اس کی جنتوں کے وارث بنیں‘‘

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن ۲۹ جولائی ۲۰۰۵)

اولاد کو تلقین

نظام خلافت کے تعلق میں مومنین کی ایک اور ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ نہ صرف خود نظامِ خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کی خاطر خدمت کے ہر میدان میں کوشاں رہیں بلکہ اپنی اولاد میں بھی یہی روح اور جذبہ پیدا کریں۔ آج کے بچے اور نوجوان کل کو جماعت کے علمبردار اور نمائندہ بننے والے ہیں۔ ان کے دلوں میں نظام خلافت کی محبت پیدا کر کے ان کو اس بابرکت نظام سے وابستہ کرنا والدین کی ایک عظیم ذمہ داری ہے۔ زندہ اور ترقی کرنے والی قوموں کی یہی نشانی ہے کہ ان کی آئندہ نسلیں ان مقاصد کو سربلند رکھنے والی ہوں جن کے لئے ان کے آباء نے اپنے وقت میں اپنی جانیں نثار کیں۔ اسی اہمیت کے پیش نظر حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت سے ایک عہد لیا تھا جو آج بھی یاد رکھنے کے لائق ہے۔ عہد کے الفاظ یہ تھے:

''ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے
آخر دم تک جدو جہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد دَر اولاد کو ہمیشہ
خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی
تلقین کرتے رہیں گے تا کہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی
جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی
رہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا
لہرانے لگے۔ اے خدا تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا
فرما اللھم آمین اللھم آمین اللھم آمین ''

(روزنامہ الفضل ربوہ، ۱۶ فروری ۱۹۶۰)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی اپنے ایک پیغام میں جماعت کو اس بارہ میں یاددہانی کروائی۔ فرمایا:

''اسلام، احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظام خلافت
کے لئے آخر دم تک جدو جہد کرنی ہے اور اس کے لئے بڑی سے بڑی
قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہنا ہے۔ اور اپنی اولاد کو ہمیشہ
خلافت احمدیہ سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے رہنا ہے۔ اور ان کے
دلوں میں خلیفۂ وقت سے محبت پیدا کرنی ہے۔ یہ اتنا بڑا اور عظیم

الشان نصب العین ہے کہ اس عہد پر پورا اترنا اور اس کے تقاضوں کو نبھانا ایک عزم اور دیوانگی چاہتا ہے''

(ماہنامہ الناصر جرمنی جون تا ستمبر ۲۰۰۳، صفحہ ۱)

عہدیداران کی ذمہ داری

جماعتی عہدیداران کے کندھوں پر عام افرادِ جماعت کی نسبت بہت زیادہ ذمہ داری عاید ہوتی ہے۔ خصوصیت سے عہدیداران کو مخاطب کرتے ہوئے حضور انور نے اپنے ایک تازہ ترین خطبہ جمعہ میں فرمایا:

''جو جماعتی نظام میں عہدیداران ہیں وہ صرف عہدے کے لئے عہدیدار نہیں ہیں بلکہ خدمت کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ وہ نظامِ جماعت، جو نظامِ خلافت کا ایک حصہ ہے، کی ایک کڑی ہیں...... اس لئے عہدیدار کو بڑی محنت سے، ایمانداری سے اور انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اپنے کام کو سرانجام دینا چاہئے.... یہ جو خدمت کے مواقع دیئے گئے ہیں یہ حکم چلانے کے لئے نہیں دیئے گئے بلکہ خلیفۂ وقت کی نمائندگی میں انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے لوگوں کی خدمت کرنے کے لئے ہیں''

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن، ۱۵ جولائی ۲۰۰۵)

نظامِ جماعت کی اطاعت

پھر اسی خطبہ جمعہ میں حضور انور نے احباب جماعت کو بھی خلافت سے وفا کے حوالہ سے اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا:

''یاد رکھیں...... اگر یہ دعویٰ کیا ہے کہ آپ کو خدا تعالیٰ کی خاطر خلافت سے محبت ہے تو پھر نظامِ جماعت جو نظامِ خلافت کا حصہ ہے اس کی بھی پوری اطاعت کریں''

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن، ۱۵ جولائی ۲۰۰۵)

اس ارشاد سے یہ امر پوری طرح واضح ہو جاتا ہے کہ خلافت سے محبت کا تقاضا، صرف خلیفہ وقت کی اطاعت ہی نہیں بلکہ نظام خلافت کی طرف سے قائم کردہ نظام جماعت اور اس کے ایک ایک عہدیدار کی اطاعت کرنا اور اس سے تعاون کرنا بھی لازم ہے۔ اگر کوئی شخص جماعتی نظام کی اطاعت نہیں کرتا اور منہ سے خلافت سے محبت اور وفا کے دعوے کرتا ہے تو وہ اپنے دعویٰ میں ہرگز سچا نہیں۔ حضور انور کا مذکورہ بالا ارشاد ہر احمدی کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔

ایک اور ذمہ داری

جماعتِ مومنین میں خلافت کا قیام اور ان سب کا ایک ہاتھ پر اکٹھا ہو جانا ایک عظیم انعام الٰہی ہے۔ اس انعام کی قدر و منزلت کا پورا احساس کرتے ہوئے اس

اَلْعُرْوَۃُ الْوُثْقیٰ کومضبوطی سے تھامنا اوراس نظام کے ساتھ دل وجان سے چمٹ جانا فلاح دارین کی ضمانت ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر کوئی وحدت کوتوڑنے کی بات کرے تو اس کوسختی سے رد کرنا بھی مومنوں کی ذمہ داری ہے۔ ایک حدیث میں رسول پاک ﷺ نے فرمایا:

من اتاکم ، وأمرکم جمیع علی رجل واحد ، یرید ان یشق عصاکم او یفرق جماعتکم ، فا قتلوہ

جب تم ایک ہاتھ پر جمع ہواورتمہاراایک امیر ہواور پھر کوئی شخص تمہاری وحدت کوتوڑنا چاہے تاکہ تمہاری جماعت میں تفریق پیدا کرے تواس سے قطع تعلق کرلواوراس کی بات نہ مانو۔

(مسلم کتاب الامارۃ باب حکم من فرق امر المسلمین و ھو مجتمع)

دلی وابستگی اوراطاعت

خلافت کے تعلق میں مومنوں کی سب سے اہم اور بنیادی ذمہ داری نظامِ خلافت سے دلی وابستگی اورخلیفۂ وقت کی غیرمشروط مکمل اطاعت ہے۔ جب یہ بات قطعی اوریقینی ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہےاورجس کوخلیفہ بنایا جاتا ہے وہ دنیا میں خدا کا نمائندہ اورسب سے محبوب شخص ہوتا ہےتو پھران باتوں کالازمی تقاضا ہے کہ ایسے بابرکت وجود سے دل وجان سے محبت کی جائے اوراپنے آپ کوکلیۃً اس کی راہ میں فدا کردیا جائے۔

یہ مضمون سورۂ نور کی آیت استخلاف کے مطالعہ سے خوب روشن ہوجاتا ہے۔خلافت کے مضمون سے پہلے اللہ تعالیٰ نے رسول کی اطاعت کا حکم دیا اور خلافت کے ذکر کے معاً بعد پھر اطاعتِ رسول کا ذکر موجود ہے۔یہ کوئی اتفاقی بات نہیں بلکہ اس میں یہ عظیم نکتہ مخفی ہے کہ خلیفہ کی اطاعت دراصل رسول ہی کی اطاعت ہے۔اور رسول کی اطاعت کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ اس کے خلیفہ کی اطاعت بھی اسی وفا اور جانفشانی سے کی جائے جس طرح رسول کی اطاعت کا حق ہے۔

خلیفۂ وقت سے دلی وابستگی کی اہمیت اور فرضیت کے ذکر میں رسول مقبول ﷺ کی یہ تاکیدی حدیث بھی ہمیشہ مدنظر رہنی چاہئے۔آپؐ نے فرمایا:

فان رأیت یومئذ خلیفة الله فی الارض

فالزمه و ان نهک جسمک و اخذ مالک۔

اگر تم دیکھ لو کہ اللہ کا خلیفہ زمین میں موجود ہے تو اس سے وابستہ ہو جاؤ اگر چہ تمہارا بدن تار تار کر دیا جائے اور تمہارا مال لوٹ لیا جائے۔

(مسند احمد بن حنبل حدیث 22333)

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ خلافت ہی درحقیقت دنیا میں سب سے بڑا اور قیمتی خزانہ ہے۔جان اور مال سے بڑھ کر قیمتی دولت ہے۔پس جب یہ دولت کسی جماعت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہو تو اس سے چمٹ جانا اور اور ہر حالت میں چمٹے رہنا ہی زندگی اور بقا کی ضمانت ہے۔

نظام خلافت سے وابستگی کی اہمیت کے بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:

''جس کو خدا اپنی مرضی بتاتا ہے جس پر خدا اپنے الہام نازل فرماتا ہے جس کو خدا نے اس جماعت کا خلیفہ اور امام بنا دیا ہے اس سے مشورہ اور ہدایت حاصل کر کے تم کام کر سکتے ہو۔ اس سے جتنا زیادہ تعلق رکھو گے اسی قدر تمہارے کاموں میں برکت ہوگی اور اس سے جس قدر دور رہو گے اسی قدر تمہارے کاموں میں بے برکتی پیدا ہوگی۔ جس طرح وہی شاخ پھل لا سکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو۔ وہ کٹی ہوئی شاخ پھل پیدا نہیں کر سکتی جو درخت سے جدا ہو۔ اسی طرح وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا بھی کام نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹہ کر سکتا ہے۔''

(روزنامہ الفضل قادیان، ۲۰ نومبر ۱۹۴۶ء صفحہ ۷)

ہر احمدی کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں کو اپنے درختِ وجود کی سرسبز شاخیں قرار دے کر دراصل ہمیں یہ نصیحت

فرمائی ہے کہ دیکھو میرے ساتھ اور میرے بعد میرے خلفاء کے ساتھ اگر تم نے تعلق پختہ رکھا اور اطاعت کا حق ادا کیا تو تب ہی تم سرسبز اور شاداب رہ سکو گے وگرنہ جو تعلق منقطع کرے گا وہ درخت کے زرد پتوں کا انجام دیکھ لے اور عبرت پکڑے۔

اختتامیہ

میرے بھائیو اور بہنو! میرے عزیزو اور بزرگو!

آیئے ذرا دیکھیں کہ ہمارے اسلاف نے اطاعت وفدائیت کے کیسے اعلیٰ نمونے قائم فرمائے اور ساتھ کے ساتھ اپنا بھی جائزہ لیتے جائیں کہ وہ کس مقام پر تھے اور ہم کس جگہ پر ہیں۔ آیئے ذرا دیکھیں کہ ہمارے آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفی ﷺ کے صحابہ کرام نے کس طرح پروانہ صفت، شمعِ رسالت کا طواف کیا۔ اطاعت اور فدائیت میں وہ نمونے دکھائے کہ جیتے جی اللہ تعالیٰ سے یہ پروانہء خوشنودی حاصل کرلیا کہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ خدا ان سے راضی اور وہ اپنے مولیٰ سے خوش۔ انہوں نے کہا یارسولَ اللہؐ! ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی۔ آگے بھی اور پیچھے بھی اور دشمن اُس وقت تک آپؐ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ہماری لاشوں کو روندتے ہوئے نہ آئے۔ تاریخ شاہد ہے کہ وفا کے پتلوں نے واقعی ایسا کر دکھایا۔ ایک صحابی اس جانفشانی سے لڑے کہ جسم کے ستر ٹکڑے ہو گئے اور انگلی کے ایک پورے کو دیکھ کر اس شہید کی بہن نے اپنے بھائی کو پہچانا۔

ایک موقع پر رسول پاک ﷺ نے مسجد میں کھڑے صحابہ سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ گلی میں آتے ہوئے عبداللہ بن رواحہؓ وہیں بیٹھ گئے کہ یہ حکمِ رسول کان میں پڑ گیا ہے ایسا نہ ہو کہ اِس کی تعمیل میں ایک لمحہ کی بھی تاخیر ہو جائے اور کون جانتا ہے کہ اگلے لمحے کیا ہو جائے۔ حرمتِ شراب سے قبل ایک جگہ شراب کا دور زوروں پر تھا کہ منادی کی آواز آئی کہ خدا کے رسول نے شراب کے حرام ہونے کا اعلان کیا ہے۔ جذبۂ اطاعت ذہنوں میں اسقدر راسخ ہو چکا تھا کہ شراب کے نشہ کے باوجود ایک صحابی اٹھے اور لاٹھی سے شراب کا مٹکا چکنا چور کر دیا کہ بس حکم آ گیا ہے اب تاخیر کیسی؟

پھر دیکھو کہ رسولِ ہاشمی ﷺ کے غلام کے غلاموں کا کیا حال تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جانثار صحابہ نے بھی اطاعت کا علَم بڑے عاشقانہ انداز میں سر بلند رکھا۔ آواز سن کر بیٹھ جانے کا واقعہ یہاں بھی ہوا۔ مسیح پاک علیہ السلام نے مسجد میں کھڑے لوگوں سے فرمایا 'بیٹھ جاؤ' اور میاں کریم بخش جو ابھی مسجد کے ساتھ والی گلی میں تھے آواز سنتے ہی وہیں بیٹھ گئے۔ کسی نے وجہ پوچھی تو یہی کہا کہ جب مسیح کا فرمان کان میں پڑ گیا تو پھر میرا کام یہی تھا کہ اُسی وقت اطاعت کرتا۔

اطاعت کے میدان میں حضرت مولانا نورالدین کا کوئی ثانی نہ تھا۔ آقا نے دہلی سے پیغام بھجوایا کہ فوراً آ جائیں، پروانۂ مہدی اسی لمحہ کام چھوڑ کر روانہ ہو گیا۔ جوتی بھی چلتے چلتے درست کی۔ خالی ہاتھ نکل پڑے کہ فوراً کا مطلب ہے فوراً اور سیدھے دہلی پہنچ کر حضور کے قدموں میں حاضر ہو گئے۔ بھیرہ سے قادیان آئے اور جب مسیح پاک

علیہ السلام نے فرمایا کہ اب آپ بھیرے کا خیال بھی دل سے نکال دیں تو وفا اور اطاعت کے پتلے نے پھر عمر بھر وطن کا سوچا بھی نہیں۔ اطاعت ہو تو ایسی۔ یہی وہ خوش نصیب وجود ہے جس کے بارہ میں مسیح پاک علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نورالدین تو میری اِس طرح اطاعت کرتا ہے جس طرح نبض دل کی حرکت کی پیروی کرتی ہے۔

حضرت حافظ روشن علی صاحب کی مثال بھی کیا عجیب مثال ہے۔ ابتدائی زمانہ میں اس درویش بزرگ کے پاس کپڑوں کا صرف ایک جوڑا ہوا کرتا تھا۔ جمعرات کی رات کو دھو لیتے اور جمعہ کی صبح پہن لیتے۔ ایک بار ایسے ہوا کہ سردیوں کی شدید سرد رات میں کپڑے دھو کر لٹکائے ہوئے تھے کہ مسیح پاک علیہ السلام کی طرف سے پیغام آیا کہ کسی مقدمہ کی پیروی کے لئے گورداسپور جانا ہے ساتھ جانے کے لئے ابھی آجائیں۔ فدائی روشن علی اٹھا، وہی گیلے کپڑے پہن لئے اور سردی سے بچاؤ کے لئے لحاف لپیٹ کر ساتھ ہولیا !

حضرات! اطاعت کی اس جیسی ایمان افروز مثالوں سے اسلام و احمدیت کے ہر دو ادوار اس طرح بھرے پڑے ہیں جس طرح سمندر پانی سے بھرا ہوتا ہے لیکن یاد رہے کہ یہ باتیں صرف سننے سنانے کے لئے نہیں بلکہ یہ وہ معیار ہیں جو ہمیں دعوتِ عمل دیتے ہیں کہ ہم بھی ان سب دعوؤں کو سچ کر دکھائیں جو ہم ہر بار تجدید بیعت کے وقت کرتے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک، ہر بار یہ کہتا ہے اور سینکڑوں بار کہتا آیا ہے کہ اے میرے آقا! میں آپ کے ہر حکم پر، آپ کے ہر اشارہ پر، آپ کی ہر خواہش پر سو جان

سے قربان۔ آپ مجھے جو بھی ارشاد فرمائیں گے، جو بھی معروف فیصلہ فرمائیں گے اس کی پابندی کرنا ضروری سمجھوں گا۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا اور اپنے عہدِ بیعت کی ایک ایک بات کو عمل کی دنیا میں سچ کر دکھاؤں گا۔

پس اے احمدیت کے جانثارو! اے خلافتِ احمدیہ کے پروانو! آج وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنے سارے عہد و پیمان واقعی سچ کر دکھائیں۔ ہمارے اسلاف نے جو نمونے دکھائے ان کو پھر تازہ کریں کہ ہم بھی تو اطاعت اور وفا کے دعووں میں اُن سے پیچھے نہیں۔ دیکھو ہمارا محبوب آقا، مسیح محمدی کا خلیفہ، اس دور میں اسلام کا سالارِ اعظم، جس کے دستِ مبارک پر ہم نے سب کچھ قربان کرنے کا عہد کیا ہوا ہے وہ کتنے درد سے اور کتنے پیار سے ہمیں دعوتِ عمل دے رہا ہے۔ آؤ! خلافت سے وفا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آؤ! اور آج اس مجلس سے یہ سچا عہد کر کے اٹھو کہ ہم خلافتِ احمدیہ کی حفاظت اور استحکام کے لئے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں گے، خلیفۂ وقت کے دست و بازو اور ادنیٰ چاکر بن کر ہمیشہ اس کی ہر آواز پر سچے دل سے لبیک کہیں گے۔ ہمیشہ گوش بر آوازِ آقا بنے رہیں گے۔

اور اے ہمارے محبوب آقا! تو نیکی کی جس راہ کی طرف بھی ہمیں بلائے گا ہم دیوانہ وار تیرے اشاروں پر اپنی جان، مال، وقت اور عزت، ہر چیز قربان کر دیں گے۔ ہماری زندگی اور ہماری موت تیرے قدموں میں ہوگی اور ہم میں سے ایک ایک فرد خدا کو گواہ بنا

کر آج اس عہد کو پھر سے تازہ کرتا ہے کہ ہم تیرے مبارک الفاظ کو اپنے سینوں میں جگہ دیں گے۔اُن کو عمل کے سانچوں میں ڈھالیں اور تیری ہر ہدایت پر اس طرح والہانہ لبیک کہیں گے کہ اطاعت کے پیکر فرشتے بھی اس کو رشک کی نگاہ سے دیکھیں۔اے خدا! تو ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے اِس وعدہ کو پورا کرسکیں اور زندگی کے آخری سانس تک وفا کے ساتھ اِس عہد کو نبھاتے چلے جائیں۔آمین

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

خلافت سے زندہ دلوں میں خدا

ہمارا خلافت پہ ایمان ہے
یہ ملت کی تنظیم کی جان ہے

اسی سے ہر اک مشکل آسان ہے
گریزاں ہے اس سے جو نادان ہے

رہیں گے خلافت سے وابستہ ہم
جماعت کا قائم ہے اس سے بھرم

نہ ہوگا کبھی اپنا اخلاص کم
بڑھے گا اسی سے ہمارا قدم

خلافت سے زیر نگیں ہو جہاں
خلافت سے ملت ہمیشہ جواں

خلافت کا جب تک رہے گا قیام
نہ کمزور ہو گا ہمارا نظام

خلافت کا جس کو نہیں احترام
زمانے میں ہو گا نہ وہ شاد کام

تمنائیں اس سے ہیں اپنی جواں
ہے آسان اس سے ہر اک امتحاں

خلافت سے زندہ دلوں میں خدا
خلافت غریبوں کا ہے آسرا

نہ کیوں جان و دل سے ہوں اس پر فدا
اسی کے ہے دم سے ہماری بقا

میر اللہ بخش تسنیم

خلافت کا فیضان

خدا کا یہ احسان ہے ہم پہ بھاری
کہ جس نے ہے اپنی یہ نعمت اتاری
نہ مایوس ہونا گھٹن ہو نہ طاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

نبوت کے ہاتھوں جو پودا لگا ہے
خلافت کے سائے میں پھولا پھلا ہے
یہ کرتی ہے اس باغ کی آبیاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

خلافت سے کوئی بھی ٹکر جو لے گا
وہ ذلت کی گہرائی میں جا گرے گا
خدا کی یہ سنت ازل سے ہے جاری

رہے گا خلافت کا فیضان جاری
خدا کا ہے وعدہ خلافت رہے گی
یہ نعمت تمہیں تا قیامت ملے گی
مگر شرط اس کی اطاعت گزاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

محبت کے جذبے، وفا کا قرینہ
اخوت کی نعمت، ترقی کا زینہ
خلافت سے ہی برکتیں ہیں یہ ساری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

الٰہی ہمیں تو فراست عطا کر
خلافت سے گہری محبت عطا کر
ہمیں دکھ نہ دے کوئی لغزش ہماری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

صاحبزادی امۃ القدوس

واعتصموا بحبل الله جميعاً

” یاد رکھیں وہ سچے وعدوں والا خدا ہے۔وہ آج بھی اپنے پیارے مسیحؑ کی اس پیاری جماعت پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔وہ ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا۔وہ آج بھی اپنے مسیحؑ سے کئے ہوئے وعدوں کو اسی طرح پورا کر رہا ہے جس طرح وہ پہلی خلافتوں میں کرتا رہا ہے۔وہ آج بھی اسی طرح اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نواز رہا ہے، جس طرح پہلے وہ نوازتا رہا ہے۔اور انشاء اللہ نوازتا رہے گا۔۔۔

۔۔۔پس دعائیں کرتے ہوئے اور اس کی طرف جھکتے ہوئے اور اس کا فضل مانگتے ہوئے ہمیشہ اس کے آستانہ پر پڑے رہیں اور اس مضبوط کڑے کو ہاتھ ڈالے رکھیں تو پھر کوئی بھی آپ کا بال بھی بیکا نہیں کرسکتا۔اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین “

(خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، فرمودہ ۲۱ مئی ۲۰۰۴، بحوالہ الفضل انٹرنیشنل، لندن، ۴ جون ۲۰۰۴)